رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

فی پرچہ ایک آنہ

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۱۵۸

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۶ عہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳ عہ

جلد ۲۱	۷ جون ۱۹۳۴ء	مطابق	یوم پنجشنبہ	۲۳ صفر ۱۳۵۳ھ	مورخہ	نمبر ۱۴۶

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ حضور ۷۔ جون بروز جمعرات لاہور سے واپس تشریف لائیں گے۔

۴۔ جون لڑکیوں کی ایف اے کلاس کی پڑھائی شروع ہوئی۔ اس موقعہ پر منیجر صاحب گرلز ہائی سکول نے چند اصحاب کو مدعو کر کے دعا کرائی۔ اور حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے مختصر تقریر کی جس میں لڑکیوں کو تعلیم میں ترقی کا مقصد۔ دین کی خدمت قرار دینے کی نصیحت فرمائی۔ فی الحال سات لڑکیاں اس کلاس میں داخل ہوئی ہیں۔

بٹالہ جنٹلمین ہاکی کلب کا ۴ جون احمدیہ سپورٹس کلب قادیان سے ہاکی کا میچ ہوا۔ احمدیہ سپورٹس کلب کو چھ گولوں پر کامیابی حاصل ہوئی۔

گرمی کی شدت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ ۳۔ جون کو کسی قدر ترشح ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے

لاہور میں شاندار لیکچر

پنجاب لٹریری لیگ جس کے عمائد پنجاب یونیورسٹی سے تعلق رکھنے والے اصحاب ہیں۔ اور اس طرح یہ یونیورسٹی کی شاخ ہے، اس کی تحریک پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے لاہور میں دو لیکچر دینے منظور فرمائے تھے۔ اس کے مطابق حضور کا پہلا لیکچر "عربی زبان کا مقام السنۂ عالم میں" کے موضوع پر ۳۱ مئی ۱۹۳۴ء کو وائی۔ ایم۔ سی۔ اے کے ہال واقعہ مال روڈ پر ٹھیک ۸½ بجے شب زیر صدارت جناب ڈاکٹر برکت علی صاحب قریشی ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی پرنسپل اسلامیہ کالج ہوا۔ سامعین سات بجے سے ہی آنے شروع ہو گئے۔ اور لیکچر کے شروع ہونے تک ہال اپنی گنجائش سے دوگنا بھر گیا۔ اور بعد میں آنے والوں کو جگہ کی قلت کی وجہ سے واپس جانا پڑا۔ حضور کا لیکچر ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہا۔ جسے سامعین نے ہمہ تن گوش ہو کر سنا۔ اختتام پر جناب صدر نے شکریہ ادا کرنے کے بعد حاضرین کو لیکچر سے فائدہ اٹھانے کی طرف توجہ دلائی۔ اور خواہش ظاہر کی۔ کہ ایسے علمی

مضامین پھر بھی سُننے کا موقعہ ملے۔ سامعین میں علمی طبقہ کے ہر خیال کے اصحاب شامل تھے۔ ہماری جماعت کے دوست بھی کافی تعداد میں شریک ہُوئے۔ اور بعض دوست باہر کی جماعتوں سے خصوصاً دارالامان کے احباب و بزرگان بھی شامل ہُوئے۔ جناب لالہ کشور سین صاحب سابق چیف جج کشمیر جو جناب لالہ ہیم سین صاحب کے فرزند ارجمند ہیں۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی تقریر اور صاحب صدر کے شکریہ کے بعد خاص طور پر شکر گزاری کے جذبات سے لبریز انگریزی میں ایک مؤثر تقریر فرمائی۔ جس کا مفہوم یہ تھا۔ کہ

آج قابل لیکچرار نے زبان عربی کی فضیلت پر جو دلچسپ اور معرکۃ الآرا تقریر کی ہے۔ اسے سُنکر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اور اس لحاظ سے بھی مجھے خوشی ہے۔ کہ ذاتی طور پر میرے آپ سے تعلقات ہیں۔ چنانچہ ان کے والد ماجد سے میرے والد صاحب نے عربی زبان سیکھی تھی۔ جب میں لیکچر سننے کے لئے آیا۔ اُس وقت میں نے خیال کیا تھا۔ کہ مضمون اس رنگ میں بیان کیا جائے گا۔ جس طرح پُرانی طرز کے لوگ بیان کیا کرتے ہیں۔ مشہور ہے۔ کہ کسی عرب سے ایک دفعہ زبان عربی کی فضیلت کی وجہ دریافت کی گئی۔ تو اس نے کہا۔ کہ اسے تین وجہ سے فضیلت حاصل ہے۔ اس لئے کہ میں عرب کا رہنے والا ہوں۔ دُوسرے اس لئے کہ قرآن مجید کی زبان عربی ہے تیسرے اس لئے کہ جنت میں بھی عربی بولی جائیگی۔ میں سمجھتا تھا۔ کہ شاید اسی قسم کی باتیں زبان عربی کی فضیلت میں پیش کی جائیں گی۔ مگر جو لیکچر دیا گیا۔ وُہ نہایت ہی عالمانہ اور فلسفیانہ شان اپنے اندر رکھتا ہے۔ میں جناب مرزا صاحب کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ میں نے ان کے لیکچر کے ایک ایک حرف کو پُوری توجہ اور کامل غور کے ساتھ سُنا ہے۔ اور مَیں نے اس سے بہت ہی حظ اٹھایا۔ اور فائدہ حاصل کیا ہے مجھے امید ہے۔ کہ اس لیکچر کا اثر مدتوں میرے دل پر رہے گا۔ اور میں یہ بھی امید کرتا ہوں۔ کہ جن دُوسرے احباب نے اس مضمون کو سُنا ہے۔ وُہ بھی تا دیر اس کا اثر اپنے دلوں میں محسُوس کریں گے۔ باقی زبان کے متعلق چونکہ نظریوں میں اختلاف ہے۔ اور سنسکرت زبان بھی بہت سے قواعد پر مبنی ہے۔ اس لیے عربی اور سنسکرت کا مقابلہ کرنے میں مَیں نہیں پڑنا چاہتا۔ اور ایک دفعہ پھر قابل لیکچرار کے بیش قیمت لیکچر کا دلی اخلاص سے شکریہ ادا کرتا ہوں ؛

دُوسرا لیکچر اسی لیگ کے زیر انتظام ٹاؤن ہال میں ۲ جون کو ہوا۔ یہ ہال پہلے ہال سے وسیع تھا۔ اور اس میں ایک ہزار سامعین کے لئے گنجائش تھی۔ پہلے لیکچر کی طرح اس لیکچر کا داخلہ بھی بذریعہ ٹکٹ تھا۔ ٹکٹ کی قیمت ۲ ؍ تھی۔ اس دفعہ جماعت احمدیہ لاہور کو ہدایت کی گئی تھی۔ کہ جب تک دوسروں کو جگہ نہ مل جائے۔ وُہ ہال میں نہ جائیں۔ چنانچہ جب دوسرے دوست اچھی طرح بیٹھ گئے۔ تب جماعت لاہور کو داخل کیا گیا۔ اس طرح دُوسرے احباب کو اچھی طرح جگہ مل گئی۔ استقبال۔ پانی۔ روشنی اور ہوا کا کافی انتظام تھا۔ اور کسی کو کسی قسم کی شکایت کا موقعہ نہیں ملا۔ ہر ایک شخص کو اس کے حسب منشاء جگہ دی گئی۔ حضُور کا لیکچر قریباً دو گھنٹے تک جاری رہا۔ لیکچر "کیا انسان مذہب کا محتاج نہیں!" کے موضوع پر تھا۔ سامعین میں معزز طبقہ کے لوگ خصوصاً کالجوں کے پروفیسر وکلاء لاہور کے پُرانے خاندانوں کے افراد اور طلباء شامل تھے۔ اور ہر مذہب کے آدمی پائے جاتے تھے۔ ہندو مسلمان عیسائی اور سکھ مسلمانوں میں بھی قریباً ہر قسم کے خیالات کے اصحاب شامل تھے۔ اور آخر وقت تک نہایت اطمینان اور سکوُن سے سنتے رہے۔ لیگ کی طرف سے پھولوں کا ہار حضوُر کو پہنایا گیا۔ صدر جلسہ ڈاکٹر ایس کے دتا پرنسپل فورمین کرسچن کالج نے افتتاحی تقریر میں سامعین کو متوجہ کیا۔ کہ وُہ ایسی بڑی شخصیت کے لیکچر کو توجہ سے سُنیں۔ اور آخر میں لیکچر کی بہت تعریف کی اور خواہش ظاہر کی۔ کہ پھر بھی لاہور کی پبلک کو آپ کے قیمتی خیالات کے سننے کا موقعہ میسر آسکے۔ جناب شیخ عبدالکریم صاحب ایڈووکیٹ لاہور نے حضوُر کا نہایت پُر تعریف الفاظ میں شکریہ ادا کیا ؛

خاکسار محب الرحمٰن

کشمیر کے سیاسی قیدیوں کو رہا کیا جائے

آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن کے اجلاس کی رُوداد

آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن کا اجلاس مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۳۴ء کو زیر صدارت جناب مولانا سید حبیب صاحب آف "سیاست" ساڑھے پانچ بجے شام لورنگیس لاہور میں منعقد ہوُا۔ مندرجہ ذیل احباب نے شرکت فرمائی۔

حضرت میرزا بشیر الدین محمُود احمد صاحب۔ شیخ نیاز علی صاحب۔ مولانا یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ۔ ڈاکٹر عبدالحق صاحب۔ چودھری اسد اللہ خاں صاحب بیرسٹر۔ ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب۔ سید عبدالقادر صاحب ایم اے۔ مولانا محمد علم الدین صاحب سالک سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔ چودھری محمد شریف صاحب پلیڈر۔ محمد الدین صاحب فوق ؛

سب سے پہلے سکرٹری نے سابقہ رُوداد پڑھی۔ جو کنفرم کی گئی۔ سول نافرمانی کی واپسی کے بعد سیاسی قیدیوں کی رہائی کے متعلق حضرت میرزا بشیر الدین محمُود احمد صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا :۔

چوہدری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر نے سری نگر میں کرنل کالون اور ہوم منسٹر مسٹر وجاہت حسین صاحب کے ساتھ میر مقبول شاہ کے معاملات اور بعض طالب علموں کے دوبارہ داخلے کے متعلق جو ملاقات کی۔ اس کا ذکر کیا۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل ریزولیوشنز پیش ہو کر پاس ہُوئے۔

(۱) سیاسی قیدیوں کی رہائی کے متعلق ایک وفد کشمیر جا کر کرنل کالون پرائم منسٹر سے ملاقات کرے۔ جو حسب ذیل ممبروں پر مشتمل ہو گا :۔

۱۔ مولانا سید حبیب آف سیاست پریذیڈنٹ آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن۔ ۲۔ مولانا یعقوب خاں صاحب بی۔ اے۔ ایڈیٹر "لائٹ"۔ ۳۔ چودھری اسد اللہ خاں صاحب بیرسٹر ایٹ لاء۔

(۲) قرار پایا۔ کہ کرنل کالون کو اس وفد کے متعلق بذریعہ تار اطلاع دی جائے ؛

(۳) قرار پایا۔ کہ حکومت کشمیر سے درخواست کی جائے۔ کہ تعزیری چوکیاں جہاں جہاں ریاست کی حدود میں ہیں۔ اٹھا دی جائیں۔ صورت حالات بدل چکی ہے ؛

(۴) مفتی ضیاء الدین صاحب آف پونچھ نے جو پبلک تقریر ۲۸۔ نومبر ۱۹۳۳ء کو پونچھ میں کی تھی۔ اور جس میں انہوں نے بعض سخت گیر حکام کی بے جا سختیوں کی طرف حکومت کو توجہ دلائی تھی۔ معلوم ہُوا ہے۔ کہ اس تقریر کو دفعہ ۱۲۴۔ الف کا لباس پہنا کر حکام پونچھ نے سری راجہ صاحب پونچھ سے مقدمہ بغاوت کی منظوری لی ہے۔ کشمیر ایسوسی ایشن کی رائے ہے اس وقت جبکہ پونچھ میں کوئی شورش نہیں ہے۔ اس قسم کے مقدمات سے فضاء از سر نو مکدر ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے امید کی جاتی ہے۔ کہ سری راجہ صاحب پونچھ اس مقدمہ کو واپس لے کر پونچھ کی فضا کو خراب ہونے سے بچائیں گے۔ اور معمولی باتوں کو ایسی اہمیت نہیں دینگے جس سے ان کا اپنا شیرازۂ حکومت خطرے میں پڑ جائے ؛

(۵) وزیر صاحب پونچھ خان بہادر میر سید حسین شاہ کی موجودہ روش کے متعلق پونچھ کے ہندو سکھ اور مسلمان سب نالاں اور شاکی ہیں۔ جیسا کہ الفضل (۲۹ مئی) میں مفصل درج ہے۔ اور بعض دُوسرے ذرائع سے بھی اس کی تصدیق ہُوئی ہے۔ کشمیر ایسوسی ایشن راجہ صاحب پونچھ سے التماس کرتی ہے۔ کہ وُہ میر سید حسین شاہ صاحب کو سبکدوش کر کے کسی اور قابل اور ہمدرد رعایا اور مسلمان وزیر کی خدمات حاصل کریں۔ وزیر صاحب موصوف معمر اور دائم المرض ہونے کی وجہ سے پنشن دیئے جانیکے قابل ہیں ؛

(۶) مختلف مقامات پر ایسوسی ایشن کی شاخیں قائم کی جائیں۔ اور ایسوسی ایشن کے نئے ممبر بنائے جائیں ؛

محمد الدین۔ فوق

سکرٹری آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۱۴۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۳ - صفر ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۱

ہندو عورتوں کے اغوا کے واقعات

مسلمانوں پر بے جا الزام

ہندو اور اغوا کی وارداتیں

عورتیں اور لڑکیاں خواہ کسی مذہب وملت کی ہوں۔ ان کا اغوا نہایت ہی شرمناک۔ اور قابلِ مذمت فعل ہے۔ اور جو لوگ اس جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ان کے خلاف ہر شریف انسان کو آواز اٹھانی چاہیئے۔ اور ان کی حرکات کے انسداد کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ لیکن ہندو اخبارات اور ہندو پبلک صرف اس وقت یہ فرض ادا کرنا ضروری سمجھتی ہے جب کسی ہندو عورت یا لڑکی کو اغوا کیا جائے۔ اور پھر اغوا کا الزام کسی مسلمان پر لگایا جائے۔ ورنہ اگر کوئی ہندو کسی ہندو لڑکی یا عورت کو اغوا کر کے لے جائے۔ تو اس کا ذکر تک نہیں کیا جاتا۔ اور اگر کوئی ہندو غنڈا کسی دوسرے مذہب کی عورت کے اغوا کا مرتکب ہو۔ تو کھلم کھلا اس کی حمایت کی جاتی ہے اور ہر ممکن طریق سے اسے نہ صرف جرم کی سزا سے بچانے کیلئے بلکہ مغویہ کو قبضہ میں رکھنے کے لئے امداد دی جاتی ہے *

اغوائی خبروں میں ایک خاص بات

چند دنوں سے ہندو اخبارات میں از سرِ نو نوجوان ہندو لڑکیوں اور عورتوں کے اغوا کا رونا رویا جا رہا ہے۔ اور متعدد مقامات کی اس قسم کے اغوا کی خبریں شائع کی جا رہی ہیں۔ مگر یہ ساری کی ساری خبریں ایسی ہی ہیں۔ جن میں اغوا کا الزام مسلمانوں پر لگایا گیا ہے۔ اور کوئی ایک خبر بھی ایسی نہیں۔ جس میں اغوا کرنے والے کسی ہندو کا ذکر کیا گیا ہو۔ یہ تو کہا نہیں جا سکتا۔ کہ ہندوؤں میں ایسے غنڈوں کا وجود ہی نہیں پایا جاتا۔ جو عورتوں کے اغوا کے مرتکب ہوتے ہوں۔ اور تمام کے تمام ہندو بغیر استثناء ایسے ہیں۔ کہ کسی عورت یا لڑکی کو اغوا کرنے کا خیال تک ان کے دل میں نہیں آ سکتا۔ خود ہندو اخبارات کو اعتراف ہے۔ کہ ہندوؤں میں بھی ایسے غنڈے پائے جاتے ہیں۔ جو نہ صرف دوسرے مذاہب کی عورتوں اور لڑکیوں کو اغوا کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ ہندو عورتوں کو بھی بھگا لے جاتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے اغوا کی ہر خبر جو شائع کی جاتی ہے۔ اس میں یہی ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ ہندو نوجوان لڑکی یا عورت کو مسلمانوں نے اغوا کر لیا۔ اور اس قسم کے کسی واقعہ کا قطعاً ذکر نہیں کیا جاتا۔ جس میں ہندو غنڈوں نے کسی ہندو عورت یا لڑکی کو اغوا کیا ہو۔ البتہ ایسے واقعات کی ضرور تشہیر کی جاتی ہے جن میں کسی غیر ہندو عورت کو ورغلا کر اس کی شدھی کی گئی ہو۔ اور پھر اسے کسی ہندو کے قبضہ میں دے دیا گیا ہو *

ہندو غنڈوں کے حامی

اس سے ظاہر ہے۔ کہ ایک طرف تو ہندوؤں کے نزدیک کسی ہندو کا ہندو عورت کو اغوا کر لینا کوئی معیوب بات نہیں اور دوسری طرف وہ غیر ہندو عورتوں کا اغوا کرنے والے ہندو غنڈوں کی حوصلہ افزائی کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ ان کے بڑے بڑے مذہبی لیڈر ہر وقت آمادہ رہتے ہیں۔ کہ کوئی ہندو غنڈہ کسی غیر ہندو عورت کو اغوا کر کے لائے۔ تو وہ اس کے پشت پناہ بن جائیں۔ مغویہ عورت کو شدھ کر کے اپنے مذہب میں اضافہ کر لیں۔ اور ہندو اخبارات اس بات کے لئے تیار رہتے ہیں۔ کہ اس قسم کے شرمناک واقعات کو خاص شان کے ساتھ شائع کریں۔ اور یہ بتائیں کہ ان کا مذہب خوب ترقی کر رہا ہے *

اخبار ”ملاپ“ اور مسلمان

تعجب ہے۔ کہ ہندو مذہبی لیڈروں اور ہندو اخبارات کے اس رویہ کو قطعاً نظر انداز کرتا ہوا اخبار ”ملاپ“ (۲۱ مئی) عورتوں کے اغوا کا سارا الزام مسلمانوں پر رکھ کر لکھتا ہے:۔

”ان مسلمانوں کا جو اسلام کی شان کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ فرض ہے۔ کہ وہ ان اغوا کنندگان کی عملی مخالفت کریں۔ سب سے پہلے یہ اعلان کر دیں۔ کہ اسلام کسی کو جبراً مسلمان بنانے کی اجازت نہیں دیتا۔ اور جو بھی مسلمان ایسا کرتا ہے۔ وہ مسلمان کہلانے کا حقدار نہیں ہے۔ وہ کافر ہی نہیں شیطان ہے اس کے ساتھ ہی وہ اس بات کا بھی اعلان کر دیں۔ کہ اغوا کی ان وارداتوں کو وہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ہر سچے مسلمان سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنی شکتی بھر ان واقعات کو روکنے کی کوشش کرے۔ اگر کوئی بدمعاش آدمی مذہب کی آڑ لے کر ایسا کرنا چاہے۔ تو اسے صاف صاف بتا دیں۔ کہ وہ اسلام کا بھلا نہیں کر رہا۔ اسلام کی شان کو بٹہ لگاتا ہے۔ یہ کام مسلمان رہنما اور مسلمان انجمنیں بخوبی کر سکتی ہیں۔“

آریوں کی حالت

اگر ”ملاپ“ کو ضد اور تعصب نے اندھا نہ کر دیا ہوتا۔ تو وہ مسلمانوں کو اس قسم کی تلقین کرنے کی بجائے ہندوؤں کو یہ نصیحت کرتا۔ کیونکہ اس وقت تک مسلمانوں کی کسی ذمہ دار انجمن اور کسی ذمہ دار لیڈر نے کبھی کسی ایسے واقعہ کی حمایت نہیں کی جس میں کسی ہندو عورت کا جبراً اغوا کیا گیا ہو۔ اور نہ کسی مغویہ ہندو عورت کو مسلمان بنانے میں خاص دلچسپی لی ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں قریباً قریباً ہر جگہ کی آریہ سماجیں اس بات کے لئے تیار رہتی ہیں۔ کہ ہندو بدمعاش کسی مسلمان عورت کو اغوا کر کے لائیں "تا کہ اسے شدھ کیا جائے۔ اور تو اور آریوں کے سب سے بڑے مذہبی لیڈر شردھانند جی نے ایک مسلمان عورت اصغری کے متعلق اپنی زندگی کے آخری ایام میں جو پارٹ ادا کیا تھا۔ وہ سب کو معلوم ہے۔ اور آخر اصغری نے تائب ہو کر ثابت کر دیا۔ کہ اس کی شدھی مذہب کی خاطر نہ تھی۔ ان حالات میں ”ملاپ“ نے جو کچھ مسلمانوں کے متعلق لکھا ہے۔ اس کے اصل مستحق خود ہندو ہیں۔ پس ہندوؤں کو یہ اعلان کرنا چاہیئے۔ کہ اغوا کی ان وارداتوں کو وہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جن میں غیر ہندو عورتوں کو اغوا کیا جاتا ہے۔ اور جو بدمعاش ہندو شدھی کی آڑ لے کر ایسا کرتے ہیں۔ وہ شیطان ہیں۔ مسلمانوں نے جبری اغوا کے کسی واقعہ کی بحیثیت قوم کبھی حمایت نہیں کی۔ اور نہ وہ آئندہ کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ اس قسم کے اغوا کے خلاف ہر قسم کی کوشش کرتے رہتے ہیں

شریف مسلمانوں کا رویہ

چنانچہ حال ہی میں شملہ میں جب ہندو لڑکی کو اغوا کیا گیا۔ اور ”ملاپ“ نے اس واقعہ کو بھی تمام مسلمانوں پر فردِ جرم قائم کرنے کے لئے پیش کیا ہے اس کے متعلق ”پرتاپ“ (۲ جون) کا بیان ہے۔ کہ ”شملہ کی تمام مسلم کمیونٹی کے تعلیم یافتہ اور سمجھدار مسلمانوں نے نہ صرف غنڈوں کی اس بداعمالی پر نفرت کا اظہار کیا ہے۔ اور بدقسمت لڑکی کے رشتہ داروں سے ہمدردی کی ہے بلکہ ان میں سے کچھ نے تو مطلوبہ نتیجہ حاصل کرنے کیلئے اپنی خدمات پیش کی ہیں“

پس اس بارہ میں مسلمانوں کا طرزِ عمل بالکل واضح ہے۔ جو شرافت اور انسانیت کے عین مطابق ہے *

آریوں کی افسوسناک روش

لیکن اس کے مقابلہ میں آریوں کی روش نہایت ہی افسوسناک ہے۔ اور آریہ اخبارات جس رنگ میں ہندو عورتوں کے اغوا کے افسانے شائع کر کے مسلمانوں پر الزام لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان کے مدنظر اغوا کے واقعات کا انسداد نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کے خلاف فتنہ و فساد کھڑا کرنا۔ اور ملک کی فضاء کو مکدر کرنا ہے۔ اور اس کے لئے انہیں نوجوان ہندو لڑکیوں کے متعلق محض بناوٹی مگر نہایت ہی معیوب امور شائع کرنے سے بھی دریغ نہیں ہے۔

راولپنڈی کا واقعہ

ہندو لڑکیوں کے اغوا کے واقعات کے اس سیلاب میں جوان دنوں "ملاپ" کے صفحات میں بہہ رہا ہے۔ ایک واقعہ پورے صفحہ کے اس عنوان کے ساتھ کہ "راولپنڈی میں ایک پٹھان تین ہندو لڑکیوں کو اغوا کر کے لے گیا۔ شہر میں سنسنی" یہ پیش کیا گیا۔ کہ "مقامی گرلز سکول کی تین ہندو لڑکیوں کو ایک پٹھان اغوا کر کے لے گیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ آدھی چھٹی کے وقت لڑکیاں گھر جا رہی تھیں۔ تب انہیں وہ پٹھان ٹانگہ لئے ہوئے ملا۔ اس نے انہیں یہ کہہ کر ٹانگہ میں بٹھا لیا۔ کہ وہ انہیں ان کے گھر لے جائیگا ٹانگہ میں انہیں کسی طرح بے ہوش کر دیا گیا۔ جب انہیں ہوش آئی۔ تو انہوں نے اپنے آپ کو شہر سے چار میل کے فاصلہ پر مری پل کے نزدیک پایا۔ ایک سکھ دفتر جاتے ہوئے اس طرف سے اپنی موٹر میں سوار گزر رہا تھا۔ اس نے دیکھا۔ کہ وہ لڑکیاں بغیر کسی ساتھی کے وہاں گھوم رہی ہیں۔ اس کے پوچھنے پر وہ کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکیں کیونکہ بچاریاں بڑی ڈری ہوئی تھیں۔ جب وہ دفتر سے واپس آیا۔ تو اس نے پھر انہیں وہیں دیکھا۔ تب اس کو شک پیدا ہوا۔ اور وہ انہیں اپنی موٹر میں بٹھا کر ان کے سکول لے گیا۔ جہاں انہوں نے اپنی استانی کی موجودگی میں ساری داستان سنائی۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔ اس سلسلہ میں بعد کی ایک تار مظہر ہے۔ کہ لڑکیوں کی عمر ۱۱ سال کے لگ بھگ تھی۔ اور وہ چھٹی جماعت کی طالبات ہیں۔ وہ پٹھان غالباً بہت عرصہ سے موقعہ دیکھ رہا تھا۔ چنانچہ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر انہیں اٹھا لے گیا۔ جس جگہ وہ لڑکیاں بعد میں پائی گئیں۔ وہاں نزدیک ہی بہت سے پٹھان مکانات کے لئے مٹی کھود رہے تھے۔ لیکن اس سکھ افسر کی وجہ سے کوئی اور ناخوشگوار واقعہ نہ ہو سکا۔" (ملاپ ۲ مئی)

دور از عقل افسانہ

معمولی سی عقل و سمجھ رکھنے والا انسان بھی معلوم کر سکتا ہے کہ ان سطور کا ایک ایک لفظ بناوٹ اور جھوٹ سے پر ہے اور دن میں آباد شہر میں ایک نہیں دو نہیں اکٹھی تین لڑکیوں کو ایک پٹھان ٹانگہ میں بٹھا کر بھگا لے جائے۔ مگر نہ لڑکیاں چلائیں۔ اور نہ کوئی اور اسے روکے۔ اسے کوئی ایسا شخص ہی باور کر سکتا ہے۔ جس نے عقل کو بالکل جواب دے دیا ہو۔ لڑکیوں کے خاموش رہنے کی وجہ یہ پیش کی گئی ہے کہ "ٹانگہ میں انہیں کسی طرح بیہوش کر دیا گیا" مگر یہ خیال نہ آیا۔ کہ پھر بیہوش لڑکیاں ٹانگہ میں بیٹھی کس طرح رہیں۔ اور تین بیہوش لڑکیوں کو ایک ٹانگہ والے نے کس طرح سنبھالا۔ اگر اس نے انہیں ٹانگہ میں ٹھونس رکھا تھا۔ تو کیا ہر راہرو کی آنکھوں پر وہ پٹی باندھ دیتا تھا۔ کہ کوئی اسے اور اس کے ٹانگہ کو دیکھ نہ سکے۔ پھر جب اس اہتمام سے وہ انہیں شہر سے چار میل دور تک لے گیا تھا۔ تو پھر وہاں جا کر اس نے انہیں چھوڑ کیوں دیا۔

غرض یہ نہایت ہی دور از عقل افسانہ گھڑا گیا۔ جسے "ملاپ" نے آنکھیں بند کر کے شائع کر دیا۔ بلکہ اپنے غلط دعاوی کے لئے بنیاد قرار دے لیا۔

اصل واقعہ

اصل بات صرف یہ تھی۔ جو "پرتاپ" ۲ جون میں شائع ہوئی کہ "ان لڑکیوں میں سے دو لڑکیاں جن کے والدین ایک نزدیکی گاؤں میں رہتے ہیں۔ چند ماہ سے راولپنڈی میں اپنے کسی رشتہ دار کے ہاں آئی ہوئی تھیں۔ ۲۶ مئی کو صبح سکول جانے کے وقت انہوں نے اپنے والدین کو ملنے کے لئے گاؤں میں جانے کا فیصلہ کیا۔ اور تیسری لڑکی کو جو انہیں بلانے کے لئے آئی تھی۔ ساتھ لے کر شہر سے باہر نکل گئیں۔ لڑکیاں معصوم ہونے کی وجہ سے اس بات کو نہ سمجھ سکیں۔ کہ وہ اکیلی گاؤں میں نہیں پہنچ سکتیں۔ ایک لڑکی جو دوسری دو لڑکیوں کو اپنے ہمراہ لے گئی تھی۔ گھر سے چند ایک کپڑے بھی ساتھ لیتی گئی۔ کیونکہ اس کی رشتہ دار جو کسی سکول میں ماسٹرانی ہے۔ سکول چلی گئی تھی۔ اور اس کو کوئی روکنے والا نہیں تھا۔ جب تینوں لڑکیاں شہر سے باہر رستہ بھول گئیں۔ تو گھبرا کر رونے لگیں۔ اس اثنا میں سردار حکم سنگھ اپنی کار پر دفتر جاتے ہوئے اس رستے سے گزرے۔ لڑکیوں کو گھبراہٹ میں دیکھ کر انہیں خیال پیدا ہوا۔ کہ وہ ضرور رستہ بھول گئی ہیں۔ لیکن چونکہ انہوں نے وقت پر دفتر پہنچنا تھا۔ اس لئے وہ ٹھہر نہ سکے۔ اور دفتر پہنچ کر اپنے افسر سے اجازت لے کر پھر موقعہ پر پہنچے۔ اور تینوں لڑکیوں کو کار پر بٹھا کر سکول چھوڑ گئے۔"

مگر "ملاپ" کی دیانتداری ملاحظہ ہو۔ باوجود اس کے شائع کردہ افسانہ کی بکلی تردید ہو جانے کے یکم جون کے پرچہ میں پھر اس نے ان لڑکیوں کے اغوا کا ذکر کیا ہے۔

ہندوؤں کے دشمن

اس طرح دیدہ دانستہ جھوٹے واقعات گھڑنے کا سوائے اس کے کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے خلاف عام ہندوؤں میں جذبہ نفرت و حقارت پیدا کیا جائے۔ خواہ اس کے لئے کنواری ہندو لڑکیوں کو بلاوجہ بدنام ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ ممکن ہے۔ اس سے مسلمانوں کو بھی نقصان پہنچ جائے لیکن ہندوؤں کو نقصان پہنچنا یقینی ہے۔ کیونکہ جھوٹی سچی خبروں کی بنا پر بار بار یہ شور مچانا کہ ہر طرف ہندو عورتیں اور لڑکیاں مسلمان مردوں کے ساتھ بھاگ رہی ہیں۔ اغوا کے واقعات میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ پس وہ لوگ جو مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے اغوا کے غلط الزامات لگاتے۔ اور وہ اخبار جو بے سوچے سمجھے خبر انہیں شائع کرتے ہیں۔ ہندوؤں کے خیرخواہ نہیں بلکہ دشمن ہیں۔ اور وہ اس بات کا موقعہ بہم پہنچاتے ہیں۔ کہ دوسری مصیبت زدہ یا جدت پسند عورتوں کو بھی اس طرف توجہ ہو اور وہ بھی اس کا تجربہ کریں۔

ہندوؤں کو مشورہ

بے شک اغوا کرنے والے قابل مذمت ہیں۔ کوئی شریف انسان ان کی حمایت کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ اور ہم ہر کوشش کے لئے اپنی خدمات پیش کرنے کے لئے تیار ہیں جو اغوا کی وارداتوں کو روکنے کے لئے کی جائے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہندو بھائیوں کو یہ مشورہ دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ایک تو اس بے جا آزادی کی روک تھام کریں۔ جو ہندو عورتوں اور نوجوان لڑکیوں میں سرایت کرتی جا رہی ہے۔ دوسرے عورتوں کے متعلق اپنے دقیانوسی مذہبی احکام میں مناسب تبدیلی کریں۔ اور عورتوں کو وہ حقوق دیں۔ جنکا انہیں حق حاصل ہے۔ مثلاً خاوند سے نباہ نہ ہونے کی صورت میں علیحدگی کا حق۔ اس طرح اغوا کے واقعات میں یقیناً بہت کچھ کمی واقع ہو جائے گی۔

آریوں کا فیصلہ بانی آریہ سماج کے خلاف

سوامی دیانند جی بانی آریہ سماج نے اپنی ساری عمر دیگر مذاہب کے خلاف درشت کلامی میں صرف کر دی۔ اور نہ صرف زبانی بلکہ تحریری طور پر بھی وہ ایسا کیا جسے کوئی شریف انسان پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا لیکن جب آریوں کو اس کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ تو وہ اس کی حمایت کرنے لگ جاتے ہیں۔ حال ہی میں ایک عجیب رنگ میں مشہور آریہ اخبار ملاپ کو خود اس درشت کلامی کا اعتراف کرتے ہوئے اس کے خلاف آواز اٹھانی پڑی۔ بات یوں ہوئی۔ کہ مشہور آریہ شاعر جسونت سنگھ ٹوہانوی نے سوامی دیانند کی نثر کو نظم کا جامہ پہنا کر ایک کتاب شائع کی۔ اخبار ملاپ نے اس کتاب پر ریویو کرتے ہوئے لکھا۔ کہ "اس میں پرانوں کے متعلق چند نازیبا الفاظ ہیں۔ جو نہیں ہونے چاہئیں"۔ اس کا جواب آریہ سماجی شاعر نے جو دیا۔ وہ نہایت دلچسپ ہے۔ بالفاظ "ملاپ" ۱۴ جون اس نے لکھا۔ "جن الفاظ پر اعتراض کیا گیا ہے۔ ان کے متعلق میری عرض ہے۔ کہ یہ الفاظ نہ تو میں نے کسی فرد یا سوسائٹی کا دل دکھانے کیلئے لکھے ہیں۔ نہ ہی یہ میری دماغی اختراع ہے۔ بلکہ یہ ایک امر واقع ہے۔ جسکا ہو بہو ذکر رشی کی مختلف سوانح حیات میں موجود ہے۔ آپ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ اگر آپ مجھے لکھیں تو میں اسکا ثبوت پیش کر سکتا ہوں

خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بننے کی کوشش کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ یکم جون ۱۹۳۴ء بمقام لاہور

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میری طبیعت صبح سے نزلہ زکام اور سر درد کی وجہ سے خراب ہے۔ اور میرا ارادہ تھا۔ کہ میں نماز گھر پر ہی ادا کر دوں۔ مگر پھر اس خیال سے کہ بہت سے دوست بیرونجات سے بھی آئے ہوئے ہیں۔ میں نے مناسب سمجھا۔ کہ مسجد میں ہی نماز ادا کر دوں اور

اختصار کے ساتھ خطبہ

پڑھ دوں:۔

مجھے یہاں کی جماعت کے سکرٹری تبلیغ کی طرف سے رپورٹ ملی ہے۔ کہ لاہور کی جماعت نے میری ہدایات کے ماتحت

تبلیغ کا کام

شروع کر دیا ہے۔ اور گو تفصیلی رپورٹ مجھے نہیں ملی۔ تاہم اندازہ کرسکوں۔ کہ جو ہدایات میں نے دی تھیں۔ اور تبلیغ کا نظام جو میں نے مقرر کیا تھا۔ اسی کے مطابق کام شروع کیا گیا ہے۔ یا اس سے علیحدہ۔ مگر بہرحال جو رپورٹ ملی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دوستوں نے تبلیغی امور کی طرف توجہ کر لی ہے۔ اور اگر اسی طرح کام کیا گیا۔ تو نہ صرف اس سے انشاء اللہ

جماعت کی ترقی

ہوگی۔ بلکہ خود جماعت کے دوست اپنے اندر اصلاح اور تزکیۂ نفوس بھی محسوس کریں گے:۔

درحقیقت اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں جس غرض کے لئے پیدا کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہم اپنی اصلاح کرتے ہوئے اس مقام تک پہونچ جائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حقیقی عبد کہلا سکیں۔ اگر یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ تو

پیدائش کی غرض

پوری نہیں ہوسکتی۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون میں اللہ تعالیٰ نے یہی امر بیان فرمایا ہے۔ کہ انسانی پیدائش کی غرض اس کا عبد بننا ہے۔ اور

عبودیت کا اظہار

صرف قول سے نہیں۔ بلکہ فعل سے بھی ہوا کرتا ہے۔ پس اگر ہم خدا تعالیٰ کے عبد ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ ہماری عبودیت کا اظہار دنیا پر نہ ہو۔ اور لوگ یہ محسوس نہ کریں۔ کہ ہمارا کسی

بالاہستی کے ساتھ تعلق

ہے۔ اس لحاظ سے ہمیں غور کرنا چاہیئے۔ کہ ہمیں دیکھنے۔ اور ہماری

حرکات و سکنات کا مطالعہ کرنے والے

لوگ ہمارے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں۔ کیا وہ ہمیں دیکھ کر یہ اقرار کرتے ہیں۔ کہ ان لوگوں کا کسی بالاہستی کے ساتھ تعلق ہے جس کی وجہ سے ان کی زندگی کی کایا پلٹ گئی یا نہیں۔ اگر ہمارے اعمال کو قریب سے دیکھنے والے اپنے دلوں میں یہ محسوس کرتے ہیں۔ اور وہ ہماری چال ڈھال۔ اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے پر نظر رکھ کر اس حقیقت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ یہ اپنا ہاتھ کسی اور کے ہاتھ میں دے چکے ہیں۔ یہ زمینی نہیں۔ بلکہ

آسمانی نفوس

بن گئے ہیں۔ تو ہم خوش ہوسکتے ہیں۔ اور کہہ سکتے ہیں۔ کہ واقعہ میں ہم نے اپنے فرض کو ادا کر دیا۔ لیکن اگر ہمارے اعمال لوگوں کو بغیر ایک لفظ سننے کے یہ یقین نہیں دلا دیتے۔ کہ ہم کسی اور ہستی کے غلام ہیں۔ جس کے ہر حکم کے نیچے ہماری گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔ تو ہمارے مونہہ کے دعوے ہمیں کبھی نجات نہیں دلا سکتے۔ یاد رکھو۔ مونہہ کا دعوےٰ جس کے ساتھ عمل نہ ہو۔ اگر کچھ ثابت کرسکتا ہے۔ تو یہ کہ ایسا انسان پاگل ہے۔ کیونکہ پاگل بھی بڑے بڑے دعوے کرتا ہے۔ مگر اس میں حقیقت نہیں ہوتی۔ مجھے یاد ہے۔ ایک دفعہ میں پاگل خانہ دیکھنے گیا۔ وہاں مجھے

کئی قسم کے پاگل

دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ان میں سے ایک کو میں نے دیکھا۔ کہ اس نے اپنے اردگرد ٹھیکریوں کا ڈھیر لگایا ہوا تھا۔ اور سمجھ رہا تھا۔ کہ اس کے پاس بہت بڑا خزانہ ہے۔ اور وہ دنیا کا بادشاہ ہے۔ اس کے مقابلہ میں ہم ایک بادشاہ کو دیکھتے ہیں۔ وہ بھی سمجھتا ہے کہ اس کے پاس خزانہ ہے۔ اور وہ دنیا کا بادشاہ ہے۔ مگر دونوں میں کتنا عظیم الشان فرق ہے۔ پاگل بھی کہتا ہے۔ کہ میں بادشاہ ہوں۔ اور بادشاہ بھی کہتا ہے۔ کہ میں بادشاہ ہوں۔ ان دونوں میں اگر کچھ فرق ہے تو یہ کہ ایک خالی مونہہ سے دعوےٰ کرتا ہے۔ اور دوسرا صرف دعوےٰ ہی نہیں۔ اس کا ثبوت بھی پیش کرتا ہے۔ غرض جب پاگل کے معنے ہی یہ ہوتے ہیں۔ کہ وہ ایسا دعوےٰ کرتا ہے جس میں حقیقت نہیں ہوتی۔ تو اسی طرح اگر واقعہ میں ہم کہتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کے بندے ہیں۔ مگر اس کی

بندگی کا ثبوت

پیش نہیں کرتے۔ تو ہمارا یہ دعوےٰ بھی ہمیں پاگل نہیں۔ تو اور کیا ثابت کرے گا۔ غلام کبھی آقا کے حکم کا انکار نہیں کرسکتا۔ بلکہ جو بھی حکم دیا جائے۔ اسے بجا لاتا ہے۔ یہی امر ہمیں بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اور ہماری

ہر حرکت و سکون اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت

ہونی چاہیئے۔ ورنہ اگر یہ حقیقت ہمارے اعمال میں موجود نہیں۔ اور نہ عبودیت ہمارے چہرہ پر ظاہر ہوتی ہے۔ تو یقیناً ہمارا

بے بنیاد دعوےٰ

ہمیں پاگلوں میں شمار کرے گا۔ لیکن جب یہ حالت نہ ہو۔ اور دعوے صرف زبان تک ہی محدود نہ ہوں۔ بلکہ عملی ثبوت اس کے ساتھ موجود ہوں۔ تو انسان کی حالت بالکل بدل جاتی ہے۔ اور وہ حقیقی عبودیت کے اظہار کے لئے بے اختیار ہوجاتا ہے۔ صحابہؓ کا ہی ایک واقعہ تاریخوں میں مذکور ہے۔ جس سے ان کی عبودیت کا ثبوت ملتا ہے

غزوۂ حنین

کے موقعہ پر کچھ ایسے لوگ مسلمانوں کے ساتھ شامل ہوگئے تھے۔ جو

درحقیقت مسلمان

نہیں تھے۔ یا ابھی نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے۔

فتح مکہ کے بعد جبکہ ثقیف اور ہوازن وغیرہ سے طائف کے قریب مقابلہ ہوا۔ اس وقت مکہ کے ان لوگوں نے جو

نئے نئے مسلمان

ہوئے تھے۔ خواہش ظاہر کی۔ کہ انہیں بھی جنگ کرنے والوں میں شامل کیا جائے۔ بعض غیر مسلم بھی مسلمانوں کے زیر اثر ان کے ساتھ شریک ہو گئے۔ چونکہ نئے مسلمان وہ اخلاص نہیں رکھتے تھے۔ جو خدا تعالیٰ کی تائید اور اس کی نصرت کو جذب کر سکتا ہے۔ اور کافر تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے موید ہونے کے مقام سے بہت دور ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ باوجود اس کے کہ وہ یہ کہتے ہوئے گئے تھے۔ کہ آج ہم میدان جنگ میں اپنی بہادری دکھائیں گے۔ اور بتلائیں گے۔ کہ جرأت کسے کہتے ہیں۔ ان بہادروں نے یہ کیا۔ کہ جب ثقیف اور ہوازن کے تیر اندازوں نے مسلمانوں کے لشکر پر

تیروں کی بوچھاڑ

ڈالی۔ تو ان کے گھوڑے اور اونٹ وغیرہ بدکنے لگے۔ اور ڈر کر پیچھے کی طرف بھاگے۔ لازمی طور پر اس کا یہ نتیجہ تھا۔ کہ مسلمانوں کی صفیں ٹوٹ جائیں۔ چنانچہ تمام صفیں ٹوٹ گئیں۔ صحابہ کے اونٹ اور گھوڑے بھی ڈر کے مارے میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ اور میدان خالی ہونا شروع ہو گیا۔ یہاں تک کہ صرف

بارہ صحابہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رہ گئے۔ اس وقت

دشمن کی تعداد

چار ہزار کے قریب تھی۔ اور وہ برابر تیر اندازی میں معروف تھا۔ صحابہ نے جب یہ حالت دیکھی۔ تو انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ اب

ٹھہرنے کا موقع

نہیں۔ اور بعضوں نے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔ اور عرض کیا۔ اب حضور کو آگے نہیں بڑھنا چاہیئے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے چھوڑ دو۔ پھر آپ نے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے دشمن کی طرف بڑھایا۔ اور فرمایا

انا النبی لاکذب انا ابن عبد المطلب

میں خدا کا سچا نبی ہوں۔ جس میں جھوٹ نہیں۔ مگر چونکہ یہ خیال پیدا ہو سکتا تھا۔ کہ چار ہزار کی تعداد میں دشمن سامنے ہے۔ اور وہ برابر تیر اندازی میں معروف ہے۔ صرف بارہ آدمی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارد گرد رہ جاتے ہیں۔ اور وہ آپ سے عرض کرتے ہیں۔ کہ اب آگے بڑھنا مناسب نہیں۔ مگر باوجود اس کے آپ بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ تو ممکن ہے۔ آپ میں

انسانیت سے بالا کوئی بات

ہو۔ اس لئے فرمایا۔ انا ابن عبد المطلب۔ میرے اندر کوئی خدائی طاقتیں نہیں۔ میں تو صرف بندہ اور عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔ اس وقت جب صرف بارہ آدمی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رہ گئے۔ آپ نے حضرت عباس رضی کو بلایا۔ ان کی آواز بہت بلند تھی۔ جب وہ آ گئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے عباس بلند آواز سے پکار دو۔ کہ اے انصار خدا کا رسول تمہیں بلاتا ہے۔ یہ وقت تھا۔ جس میں صحابہ کو

عبودیت کے اظہار کا موقع

ملا۔ کیونکہ لشکر منتشر ہو چکا تھا۔ افراد پراگندہ ہو چکے تھے اونٹ اور گھوڑے اور دوسرے جانور بھاگے چلے جا رہے تھے۔ اور اس قسم کا ان پر خوف طاری تھا۔ کہ وہ واپس لوٹنے کے لئے تیار نہ تھے۔ ایسے نازک موقعہ پر جبکہ

منتشر شدہ لشکر

کا دوبارہ جمع ہو جانا بظاہر ناممکن اور محال نظر آتا تھا۔ جب حضرت عباس رضی نے آواز دی۔ کہ اے انصار خدا کا رسول تمہیں بلاتا ہے۔ تو خدا کے رسول کی آواز سنتے ہی صحابہ کھڑے ہو گئے۔

ایک صحابی کی روایت

ہے۔ کہ اس وقت لشکر میں اس قسم کا تہلکہ مچا ہوا تھا۔ کہ ہم اپنے گھوڑوں کو پیچھے لوٹاتے۔ مگر وہ پیچھے نہ لوٹتے۔ ہم باگیں کھینچتے اور پورے زور سے کھینچتے۔ یہاں تک کہ جانوروں کا سر ان کی دم سے جا ملتا۔ مگر باوجود اس کے جب لگام ذرا ڈھیلی ہوتی۔ وہ آگے کو بھاگ پڑتے اس صحابی کا بیان ہے۔ جب ہمیں یہ آواز سنائی دی۔ کہ اے انصار

خدا کا رسول

تمہیں بلاتا ہے۔ تو ہمیں یوں معلوم ہوا۔ کہ ہم دنیا میں نہیں۔ بلکہ مر چکے ہیں۔ اور میدان حشر میں کھڑے ہیں۔ اور

صور اسرافیل

پھونکا جا رہا ہے۔ اور کہا جا رہا ہے۔ کہ اے مردو۔ ہمارے پاس آ جاؤ۔ یہ آواز سنتے ہی ہم میں ایک

نیا جذبہ اور نیا رنگ

پیدا ہو گیا۔ جو لوگ اپنے اونٹوں اور گھوڑوں کو واپس لوٹا سکے۔ انہوں نے واپس لوٹا کر۔ اور جنہوں نے یہ دیکھا کہ ان کی سواریاں مڑنے کے لئے تیار نہیں۔ تو سواریوں کی گردنیں اڑا کر لبیک کہتے ہوئے اس آواز پر جمع ہو گئے اور چند منٹ کے اندر اندر ہی میدان جنگ صحابہ سے بھر گیا۔

یہ وہ عبودیت ہے۔ جس کا صحابہ رضی نے اظہار کیا کہ جس وقت

خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز

سنائی دی۔ وہ فوراً واپس لوٹ پڑے۔ اور اگر کسی کا اونٹ یا گھوڑا نہیں لوٹا۔ تو اس نے اس کی گردن کاٹ دی۔ یہ چیز بتاتی ہے۔ کہ

عبد حقیقی

وہی ہے۔ جو خدا اور اس کے رسول کی آواز سن کر فوراً اس کے پیچھے چل پڑے۔ ورنہ اگر آواز آتی رہتی ہے۔ مگر وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ تو وہ

عبد کہلانے کا مستحق

نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں بھی دیکھ لو۔ وہی ملازم

قابل قدر

سمجھا جاتا ہے۔ جو اپنے آقا کی فرمانبرداری کرتا۔ اور اس کی آواز کو سنکر اس پر عمل کرتا ہے۔ ورنہ اگر کوئی فرمانبرداری نہ کرے۔ تو وہ آقا کی نظروں سے گر جاتا ہے ؛

پس حقیقی عبودیت پیدا کرنا ہمارا کام ہے۔ جب تک ہم اپنے اندر یہ دالہیت اور

قربانی کی روح

نہیں پاتے۔ کہ خدا کی آواز سن کر اس کے پیچھے چل پڑیں اور چاہے تصنع سے ہی کام کریں۔ مگر حکم کو بجا لائیں۔ اس وقت تک ہمیں اپنی پیدائش کا مقصد بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ اول تو ہماری یہی خواہش ہونی چاہیئے۔ کہ ہم دلی اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کو بجا لائیں۔ اور اس کے

فرائض کی بجا آوری

میں کسی قسم کی تنگی یا کبیدگی محسوس نہ کریں۔ لیکن اگر ایک وقت یہ درجہ حاصل نہیں ہوتا۔ تو انسان کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ تصنع سے ہی فرائض سرانجام دے۔ آہستہ آہستہ وہ مقام بھی حاصل ہو جائے گا۔ جب دلی بشاشت کے ساتھ امور سرزد ہوں گے اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھے۔ کہ

دعا کے وقت حقیقی تضرع

اس میں پیدا نہیں ہوتا۔ تو وہ مصنوعی طور پر رونے کی کوشش کرے۔ اور اگر وہ ایسا کرے گا۔ تو اس کے نتیجہ میں

حقیقی رقت

بھی پیدا ہو جائے گی ؛

پس اگر کسی میں واقعی للٰہیت نہیں۔ تو وہ مصنوعی رنگ میں اسے پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اور جس وقت نیکی کے لئے کوئی آواز آئے۔ اس پر عمل کرے۔ پھر سچ مچ اس میں حقیقت بھی پیدا ہو جائے گی۔ پس سب سے پہلے عبودیت پیدا کرو۔ اور اگر ایک وقت عبودیت نہیں۔ تو تعبد اور تصنع سے ہی نیکی کے کام کرو۔ یہاں تک کہ حقیقی عبودیت پیدا ہو جائے۔ یہ چیز ہے جس کے حصول کی طرف میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ تبلیغ بھی اسی

خدائی آواز

میں شامل ہے اور اس کے لئے بھی ایک جنون اور عشق کی ضرورت ہے۔ جب تک جنون نہ ہو۔ عشق اور للٰہیت نہ ہو۔ اس وقت تک اس پہلو میں انسان کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھو دنیا میں کبھی دلیل اور عقل نے اصلاح نہیں کی۔ جب بھی

دنیا کی اصلاح

ہوئی عشق سے ہوئی۔ انسانی حالتوں میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ عشق و محبت سے بعض دفعہ انسان وہ کچھ کر جاتا ہے جو دوسری صورتوں میں ہرگز نہیں کر سکتا۔ ایک عورت کے متعلق مشہور ہے کہ اس کا بچہ عقاب لے گیا۔ اور ایک پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھ گیا۔ جب اس عورت کو معلوم ہوا۔ تو وہ دیوانہ وار دوڑی اور اس پہاڑ پر چڑھ گئی۔ چوٹی پر پہنچ کر جب اس نے بچے کو لے لیا۔ اور اس کے ہوش و حواس ٹھکانے آئے۔ تو اس نے چلانا شروع کر دیا۔ کہ مجھے کسی طرح نیچے اتار اجائے۔ حالانکہ چڑھنا مشکل ہوتا ہے اور اترنا آسان۔ مگر اس کے لئے

دشوار گذار پہاڑی

پر چڑھنا آسان ہو گیا اور اترنا مشکل۔ آخر لوگوں نے بڑی مشکلوں سے اسے نیچے اتارا۔ جب دنیا کی چھوٹی چھوٹی محبتیں اس قسم کا تغیر پیدا کر دیتی ہیں۔ کہ انہیں دیکھ کر حیرت آتی ہے تو اگر

اللہ تعالیٰ کا عشق

ہمارے دلوں میں پیدا ہو جائے۔ تو کیوں اس سے دنیا میں عظیم الشان تغیر پیدا نہیں کیا جا سکتا۔ پس اصل چیز جس کے ساتھ دنیا کے مردہ جسم میں

زندگی کی روح

ڈالی جا سکتی ہے۔ اور جس سے تغیر عظیم پیدا کیا جا سکتا ہے وہ عشق اور محبت الٰہی ہے۔ یہی پیدا کرنے والی چیز ہے اور جب یہ پیدا ہو جائے تو پھر نصیحتوں کی ضرورت نہیں رہتی۔ کون ماں کو یہ نصیحت کیا کرتا ہے کہ جب تیرا بچہ بیمار ہو تو اس کی خبر گیری کیا کر۔ بھوک لگے تو اسے دودھ پلایا کر۔ گندہ ہو جائے تو اسے نہلایا کر۔ ہر ماں یہ کام کرتی ہے مگر اس لئے نہیں کہ کوئی اسے کہتا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اس کے دل میں بچہ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور محبت خود بخود تمام کام کراتی چلی جاتی ہے۔ میں

جماعت کو توجہ

دلاتا ہوں۔ کہ وہ سچا عبد بننے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا کرے۔ یہاں تک کہ محبت الٰہی ہر چیز پر غالب آجائے۔ جب محبت الٰہی کا انسانی دل پر غلبہ ہو جائے۔ تو پھر تقویٰ بھی پیدا ہو جاتا ہے

صفائی قلب

بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ رقت اور گداز بھی پیدا ہو جاتا ہے، تبدیلی اعمال بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ ذہن میں بھی صفائی آجاتی ہے۔ عقل میں بھی تیزی آجاتی ہے۔ اور پھر انسان کی ہمت بلند۔ حوصلہ وسیع اور ارادے پختہ ہو جاتے ہیں۔ اور اگر عشق نہ ہو تو ایسا انسان

سست بیل

کی طرح ہوتا ہے کہ جب تک اسے چابک لگتا ہے۔ وہ چلتا رہتا ہے۔ اور جب چابک مارنا چھوڑ دو تو وہ ٹھہر جاتا ہے۔ ایسے بیل کو کون زمیندار پسند کرتا ہے۔ اسی طرح اس بندے کو بھی اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ جسے نصیحت ہوتی رہے۔ تو کام کرتا رہے۔ اور جب ذرا سی دیر کے لئے یاد دہانی ترک کر دی جائے۔ تو وہ کام کاج چھوڑ کر بیٹھ جائے۔ ایسے انسان کو نہ خود فائدہ ہوتا ہے۔ اور نہ اس کا آقا ہی اس پر خوش ہوتا ہے۔ کیونکہ حقیقی تعلق وہی ہے۔ جس میں

یاد دہانی کی ضرورت

نہ ہو۔ اور انسان برابر کام کرتا چلا جائے۔

یہ چیز ہے۔ جسے پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور یہی چیز ہے۔ جس کے ذریعہ دنیا میں

نیک تغیر

پیدا کیا جا سکتا ہے۔

جماعت احمدیہ کا جذبۂ عمل

معاصر سرفراز (یکم جون) لکھنؤ جو شیعہ اخبارات میں سب سے زیادہ متین اور سنجیدہ اخبار ہے۔ لکھتا ہے۔

"مذہبی حیثیت سے ہمیں قادیانیوں سے کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو۔ لیکن ہم ان کے اس جوش قومی و مذہبی کی قدر کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جو ان کی طرف سے اپنے جماعتی مفاد کو تقویت دینے کے لئے آئے دن ظہور پذیر ہوتا رہتا ہے۔ ابھی حال ہی میں سلسلہ احمدیہ کی ضروریات کے لئے ساٹھ ہزار روپیہ قرض کی تحریک کی گئی تھی۔ ناظر امور عامہ قادیان کا بیان جو الفضل قادیان مورخہ ۲۹ مئی ۳۴ء میں شائع کیا گیا ہے بتاتا ہے۔ کہ "اگر اس فنڈ کے بند کر دینے کا اعلان نہ کر دیا جاتا تو اس سلسلہ میں ایک لاکھ روپیہ جمع ہو جانا کوئی بڑی بات نہ تھی۔ اب بھی اس تحریک سے ان وعدوں کو ملا کر جن کی چند روز میں وصولی یقینی ہے یہ رقم پچھتر ہزار تک پہنچ چکی ہے۔"

یہ واضح رہے۔ کہ چندے یا قرض کی یہ تحریک ایسی تحریک نہیں ہے۔ جو کئی برس کے بعد اٹھائی گئی ہو۔ اور اس کے لئے کوئی خاص جد و جہد عمل میں آئی ہو۔ بلکہ اس جماعت کی طرف سے آئے دن اپنے جماعتی مفاد کے لئے چندے ہوتے رہتے ہیں۔ اور اس وقت تک چار ہزار کے قریب ایسی وصیتیں ہو چکی ہیں۔ جن میں وصیت کنندگان نے اپنی جائداد کا بڑا حصہ اپنے جماعتی' قومی اور مذہبی کاموں کے لئے وقف کیا ہے۔

ظاہر ہے۔ کہ قادیانیوں کی مجموعی تعداد ہندوستان کے شیعوں سے بہت کم ہے۔ لیکن جذبۂ عمل میں یہ مٹھی بھر قادیانی دو کروڑ شیعوں سے کہیں زیادہ نظر آتے ہیں سینکڑوں مکانات پچاسوں اراضیات جماعت قادیانی کے پاس موجود ہیں۔ برخلاف اس کے ہم شیعوں کی یہ حالت ہے کہ ہماری واحد نمائندہ جماعت آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے پاس دفاتر کیلئے بھی کوئی اس کا ذاتی مکان نہیں ہے۔ اور اس کرایہ میں اسے گزشتہ چھ سات سال کے اندر پانچ چھ ہزار روپیہ دینے پڑے۔ اتنی رقم میں دفتر کانفرنس اور ادارات متعلقہ کے لئے ایک خاصی عمارت بن سکتی یا خریدی جا سکتی تھی۔ لیکن سرمایہ کے سوال نے اب تک اس تحریک کو بارآور نہ ہونے دیا۔

کیا شیعہ جماعت میں ایسے سرمایہ دار موجود نہیں کہ وہ پانچ سات ہزار چندہ نہیں تو قرض حسنہ ہی دے کر دفتر آل انڈیا شیعہ کانفرنس کو کرایہ مکان کے مستقل بار سے محفوظ کر دیں اگر ایسا نہیں ہے تو ہمیں اپنے قومی ادارات کی حالت زار پر ایک آہ سرد بھر کر خاموش ہو جانا چاہیئے۔ اور یہ طے کر لینا چاہیئے کہ ہمارے دست شل میں یہ صلاحیت نہیں کہ ہم کسی بار کو اٹھا سکیں۔ ہم کاش کہ قادیانی جماعت کا جذبۂ عمل ہماری سوئی ہوئی قوم کے لئے سبق آموز اور ہمت آفرین ہو۔ اور ہم بھی وقت کی اہم ضروریات کی طرف متوجہ ہو سکیں۔"

مسئلہ کفر و اسلام
کے متعلق
غیر مبایعین کے ایک مطالبہ کا جواب

(۲)

حضرت مسیح موعودؑ کا انکار ہر حالت میں کفر ہے

اس بات کا ثبوت سب سے اول حضور کا یہ ارشاد ہے۔ جو الہام الٰہی پر مبنی ہے۔

"خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے۔ کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔" (مکتوب بنام ڈاکٹر عبد الحکیم دیکھو رسالہ الذکر الحکیم ۲۳) اس حوالہ کی نہ تو یہ تاویل ہو سکتی ہے۔ کہ اس میں انکار کا کوئی ذکر نہیں۔ اور نہ یہ کہ اس میں کفر کا کوئی ذکر نہیں۔ کیونکہ قبول نہ کرنے سے بڑھ کر واضح الفاظ اس مدعا کو روشن کرنے والے کوئی نہیں ہو سکتے۔ کہ اس جگہ زیر بحث صرف قبول نہ کرنا ہے۔ نہ کہ اس سے بڑھ کر تکذیب یا تکفیر کرنا۔ اور نہ ہی "مسلمان نہیں ہے" سے بڑھ کر اسلام کی نفی کرنے والے اور کفر کا اثبات کرنے والے کوئی الفاظ ہو سکتے ہیں۔ علاوہ اس کے جس سوال کے جواب میں حضور نے یہ الفاظ تحریر فرمائے۔ وہ بھی بتاتا ہے۔ کہ زیر بحث محض انکار کرنے والے لوگ تھے انکار سے بڑھ کر کسی اور صورت میں تکفیر و تکذیب کرنے والے لوگ زیر بحث ہی نہیں تھے۔ اور محض منکروں کے متعلق ہی ڈاکٹر عبد الحکیم نے یہ جھگڑا اٹھایا تھا۔ کہ انہیں کافر نہ قرار دیا جائے۔ دوسرے مخالفین کو جو ہمارے مخالف فریق کے نزدیک بھی مکفر اور مکذب ہیں۔ اس نے خود ہی خارج کر دیا تھا۔ جیسا کہ اس کے پہلے ہی خط کے ان الفاظ سے ظاہر ہے:۔

"امت محمدیہ میں جو لوگ ہماری تکذیب کرتے۔ اور ہمیں صریحاً کافر کہتے ہیں۔ ان کے ساتھ تو بے شک نماز نہیں ہو سکتی۔ مگر جو لوگ ہمیں صریحاً کافر نہیں کہتے۔ ان تمام کو کافر نہ سمجھا جائے بلکہ حسن ظنی سے کام لیا جائے اور ان کے ساتھ نمازیں پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ تاکہ ہماری تبلیغ آسان اور وسیع ہو سکے"۔

(الذکر الحکیم ۲ صفحہ ۳)

اسی طرح مرتد ڈاکٹر کے اس سوال نے اس بات کو بھی عیاں کر دیا ہے کہ "مسلمان نہیں ہے" سے یہ مراد نہیں۔ کہ وہ ناقص الایمان مومن ہے۔ بلکہ اس سے یہ مراد ہے۔ کہ ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ کیونکہ ناقص الایمان تو ایسے لوگوں کو مرتد ڈاکٹر اپنے سوال میں خود بتا چکا تھا۔ اس کا تو مطالبہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ تھا۔ کہ محض انکار کرنے والوں کو کافر نہ قرار دیا جائے۔ چنانچہ اس نے اپنے مذکورہ بالا سوال میں اس بات کو صفائی کے ساتھ تسلیم کیا ہے۔ کہ وہ لوگ جن کے کافر قرار نہ دیئے جانے کا وہ مطالبہ کرتا ہے۔ وہ ناقص الایمان اور محتاج تبلیغ لوگ ہیں۔ جیسا کہ اس کے ان الفاظ سے ظاہر ہے "تاکہ ہماری تبلیغ آسان اور وسیع ہو سکے" (صفحہ ۲) "اس سے ہمارے مشن کی تبلیغ بہت جلدی اور عمدگی سے پھیل سکتی ہے" (صفحہ ۵) اور حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۶۳ پر جو اسی فقرہ کے متعلق ایک سوال مذکور ہے۔ اس میں بھی اس کی یہی تشریح کی گئی ہے۔ جسے حضور نے اپنے جواب میں رد نہیں کیا۔ بلکہ درست تسلیم کیا ہے۔ اس سوال میں اسی حوالہ کو پیش کر کے اس کے معنی یہ کئے گئے ہیں۔ کہ "میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔" یعنے آپکی دعوت کو قبول نہ کرنے کے معنی آپ کا "انکار کرنے" اور "صرف آپ کے نہ ماننے" کئے ہیں اور "مسلمان نہیں ہے" کے معنی ہیں "کافر ہے"۔

دعوت قبول نہ کرنا نہ ماننا ہی ہے

پھر اس سوال کے جواب میں تو حضور نے اس مدعا کی اس قدر توضیح فرمائی ہے۔ کہ جس سے یہ بات روز روشن سے بھی بڑھ کر واضح ہو گئی ہے۔ حضور نے اپنے جواب میں دعوت کے قبول نہ کرنے کو بار بار "نہ ماننے" سے تعبیر فرمایا ہے۔ یہ نہیں۔ کہ انکار کے علاوہ کوئی اور بھی شرط اور قید لگائی ہو۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

(۱) یہ عجیب بات ہے۔ کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں۔

(۲) "جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا"

(۳) جو مجھے نہیں مانتا۔ وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا"

(۴) "جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ مجھے مفتری قرار دے کر مجھے کافر ٹھہراتا ہے"۔

جب سوال "صرف نہ ماننے" والے اور محض "انکار" کرنے والے کے متعلق تھا۔ تو یہ ہو بھی کیسے سکتا تھا۔ کہ حضور اپنے جواب میں "صرف نہ ماننے" والے کی بحث کو تو بکلی چھوڑ دیتے۔ اور اس کے متعلق بکلی خاموشی اختیار کرتے۔ اور بجائے اس کے اس انکار والے کی بحث چھیڑ دیتے۔ جو محض انکار کرنے والا نہ ہو۔ بلکہ انکار سے بڑھ کر کسی اور صورت میں تکفیر اور تکذیب کرنے والا ہو۔ خصوصاً جبکہ سائل نے اپنے سوال میں اس بات کو خوب کھول دیا تھا۔ کہ تکفیر کرنے والے کے ساتھ اس کے سوال کا قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ وہ خود مانتا ہے۔ کہ جو آپ کی تکفیر کرے گا۔ وہ باوجود اہل قبلہ اور کلمہ گو ہونے کے کافر بن جائیگا۔ اور یہ کہ اس کا سوال "صرف نہ ماننے" والے کے متعلق ہے۔ کہ آیا وہ "صرف آپ کے نہ ماننے سے" اور محض آپ کے "انکار سے کافر ہو جاتا ہے"۔ یا نہیں پس یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ حضور اس سوال کے جواب میں "محض انکار" کے متعلق کچھ بھی نہ فرماتے۔ اور بالمقابل ایسے لوگوں کو کافر ثابت کرنے لگتے۔ جن کے کافر ہونے کو سائل اپنے سوال میں خود تسلیم کر رہا تھا۔ اور جنہیں وہ کافر تسلیم کر کے اس بحث سے بالکل خارج کر چکا تھا۔

مولوی محمد علی صاحب کی تاویل

غرض یہ حوالہ ایسا قطعی اور ایسا محکم ہے۔ کہ اس سے کوئی شخص جو تعصب اور ضد سے اندھا نہ ہو۔ انکار نہیں کر سکتا۔ ہاں مولوی محمد علی صاحب نے ان تمام باتوں کو بالکل نظر انداز کرتے ہوئے اس کی یہ تاویل کی ہے۔ کہ اس میں "دعوت کو قبول نہ کرنے" سے مراد "قرآن شریف کی نصوص صریحہ کو چھوڑنا اور خدا تعالےٰ کے کھلے کھلے نشانوں سے مونہہ پھیرنا ہے۔ اور "مسلمان نہیں ہے" سے یہ مراد ہے۔ کہ وہ "راستباز نہیں ہے"۔ اور اس کا ثبوت یہ دیا ہے۔ کہ اس مکتوب کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ "وہ لوگ جو میری دعوت کے رد کرنے کے وقت قرآن شریف کی نصوص صریحہ کو چھوڑتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے کھلے کھلے نشانوں سے مونہہ پھیرتے ہیں۔ ان کو راستباز قرار دینا اسی شخص کا کام ہے۔ جس کا دل شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے"۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ دعوت کو قبول کرتے سے مراد یہ ہے۔ کہ پورے طور پر اتمام حجت ہو چکنے کے باوجود دعوت کو رد کرنا۔ اور اس کا نتیجہ صرف یہ ہے۔ کہ ایسا شخص راستبازوں میں شمار ہونے کے قابل نہیں ہوگا۔ نہ یہ کہ وہ مسلمان ہی نہیں رہے گا۔

مولوی محمد علی صاحب کی مغالطہ دہی

لیکن یہ مولوی محمد علی صاحب کی سراسر مغالطہ دہی ہے

کیونکہ مرتد ڈاکٹر نے حضور کی خدمت میں لکھا تھا۔

"ہماری جماعت میں تو ہزاروں سچے اور باعمل اشخاص ہونے ہی تھے۔ بلکہ ۱۳ کروڑ محمدی جماعت میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بھی لاکھوں راستباز خدا پرست انسان موجود ہیں۔ جو آج تثلیث اور ہر قسم کے شرک اور بے ہودگی کے خلاف کر رہے ہیں۔ کیا آپ کے نزدیک تیرہ کروڑ مسلمانوں میں کوئی بھی سچا خدا پرست راستباز نہیں"

جس کے جواب میں حضور نے اسے لکھا۔

"اگر آپ کا یہ خیال ہے۔ کہ ہزارہا آدمی جو میری جماعت میں نہیں، کیا وہ راستبازوں سے خالی ہیں۔ تو ایسا ہی آپ کو یہ خیال بھی کر لینا چاہیئے۔ کہ وہ ہزارہا یہود اور نصاریٰ جو اسلام نہیں لائے۔ کیا وہ راستبازوں سے خالی تھے۔ بہرحال جبکہ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے۔ کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے۔ وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ اب میں ایک ایسے شخص کے کہنے سے جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلا ہے۔ خدا کے حکم کو چھوڑ دوں۔ اس سے سہل تر یہ بات ہے۔ کہ ایسے شخص کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا جائے۔ اس لئے میں آج کی تاریخ سے آپ کو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں۔ ہاں اگر کسی وقت صریح الفاظ سے آپ اپنی توبہ شائع کریں۔ اور اس خبیث عقیدہ سے باز آجائیں۔ تو رحمت الٰہی کا دروازہ کھلا ہے۔ وہ لوگ جو میری دعوت کے رد کرنے کے وقت قرآن شریف کی نصوص صریحہ کو چھوڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے کھلے کھلے نشانوں سے منہ پھیرتے ہیں ان کو راستباز قرار دینا اسی شخص کا کام ہے جس کا دل شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے والسلام علی من اتبع الھدیٰ

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان"

ثابت شدہ امور

اس حوالہ سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہر ایک شخص جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت پہنچی ہے۔ اور وہ آپ پر ایمان نہیں لایا۔ وہ مومن نہیں۔ بلکہ کافر ہے۔

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار کا وہی حکم ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انکار کا ہے۔ پس اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار منافی راستبازی ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار بھی راستبازی کے منافی ہے۔ اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار راستبازی کے منافی نہیں۔ تو پھر ماننا پڑے گا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار بھی راستبازی کے منافی نہیں ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو رد کرنا۔ اور راستبازی یہ دونوں باتیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار کا اور راستبازی کا ایک دل میں جمع ہونا بھی محال اور ناممکن ہے۔

(۳) مواخذہ کا تعلق دعوت کے پہنچنے سے ہے۔ جیسا کہ حدیث میں بھی آتا ہے۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال والذی نفس محمد بیدہ لا یسمع بی احد من ھذہ الامۃ یھودی۔ ولا نصرانی ثم یموت ولم یومن بالذی ارسلت بہ الا کان من اصحاب النار

(صحیح مسلم باب وجوب الایمان برسالۃ نبینا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم)

یعنی حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ کہ جن لوگوں کی طرف مجھے بھیجا گیا ہے ان میں سے جو یہودی۔ نصرانی ایسی حالت میں مرے گا۔ کہ وہ اس تعلیم پر ایمان نہیں لائے گا۔ وہ دوزخ میں پڑے گا۔

پس جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کے پہنچ جانے کے باوجود آپ کو قبول نہ کرنا عذاب الٰہی کا موجب ہے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کو سنکر آپ کو نہ ماننا بھی عذاب الٰہی کا مورد بناتا ہے (خاکسار محمد اسمٰعیل عفی عنہ از قادیان)

مولوی محمد علی صاحب کا ترجمۂ قرآن حضرت خلیفۂ اولؓ کا مصدقہ نہیں

مولوی محمد علی صاحب کا یہ ادعا باطل بارہا پیغام صلح کے ذریعہ ہمارے سامنے پیش کیا جا چکا ہے۔ کہ ان کا ترجمۃ القرآن انگریزی وہی ترجمہ اور تفسیر ہے۔ جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ "یہ میرا کام ہے۔ دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہو گا۔ جیسے مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے۔ اور مجھ میں داخل ہے"۔ اس کی تردید الفضل کر چکا ہے۔ اور اس ادعا باطل کی حقیقت خود ان پر بھی واضح ہو چکی ہے۔ مگر حال میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے ایک نئی اور عجیب دلیل (پیغام صلح ۱۹ اپریل ۳۲ء) میں پیش کی ہے۔ کہ "مولوی محمد علی صاحب کا ترجمہ حضرت مولانا نور الدین مرحوم کا نہ صرف تصدیق شدہ ہے۔ بلکہ اس ترجمہ کے علاوہ بھی حضرت مولانا نور الدین مرحوم کے ارشادات انہی مسائل کے متعلق وہی ہیں۔ جو مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں"۔ پھر لکھا ہے۔ کہ "حضرت مولانا محمد علی صاحب نے جو قرآن مجید کا ترجمہ کیا۔ وہ سب کا سب ۲۸ پاروں تک حضرت مولانا نور الدین صاحب کو دکھایا اور سنایا گیا تھا۔ اور وہ اپنے ہاتھ سے بھی اصلاح کرتے رہے تھے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پھر چاہیئے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب پر معترض ہونے کے بجائے مولانا نور الدین مرحوم یعنے اپنے خلیفۂ اول پر معترض ہوں۔ اور مسیح ابن مریم کی یا باپ ولادت پر خلیفہ اول کو ملزم گردانیں جنہوں نے مولوی محمد علی صاحب کا ترجمہ اور تفسیر پڑھا اور سنا اور اصلاح کی۔ بلکہ اپنی مہر تصدیق کے ساتھ شائع کردایا"۔ اس کا مدلل جواب الفضل مورخہ ۱۹ مئی ۳۲ء میں دیا جا چکا ہے۔ مگر میں مولوی محمد علی صاحب کی شہادت سے یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ یہ ترجمہ جو مولوی صاحب نے شائع کیا حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کا تصدیق شدہ نہیں۔ بلکہ اس میں بہت کچھ تغیر و تبدل کیا گیا ہے۔

۱۹۱۶ء کا ذکر ہے۔ کہ میں نے ایک خط میں مولوی محمد علی صاحب کو لکھا۔ کہ "کیا آپ خدا کی قسم کھا کر یہ بتا سکتے ہیں۔ کہ یہ وہی ترجمہ و تفسیر ہے۔ جو حضرت مولوی صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے آپ کو لکھائی تھی۔ اتنے حصہ کی جوان کی زندگی میں مکمل ہو چکا تھا۔ اور اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا گیا۔ خصوصاً ان عقائد میں جن میں ہم میں اور غیر احمدیوں میں فرق ہے۔ اور ان آیات قرآنی کی تفسیر جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنا ثابت ہوتا ہے"۔ اس کا جواب مولوی صاحب نے کوئی نہ دیا۔ تو میں نے کئی دن انتظار کے بعد ایک خط پھر بطور یاد دہانی لکھا۔ مگر اس کا بھی کوئی جواب نہ ملا۔ پھر کچھ وقفہ کے بعد ایک اور خط لکھا۔ مگر جواب ندارد۔ اس پر میں خاموش ہو گیا۔ اور سمجھ گیا۔ کہ مولوی صاحب نے ضرور اس میں تبدیلی کی ہے۔ ایک دن میں اور میرے والد قبلہ شیخ صاحب الدین صاحب جو ان دنوں غیر مبایع تھے۔ اور مولوی محمد علی صاحب کے گہرے دوست۔ مگر ۱۹۲۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت میں داخل ہو گئے۔ اور اب جماعت احمدیہ گوجرانوالہ میں ہیں۔ ہتمم امور عامہ و سکرٹری امور خارجہ ہیں۔ لاہور ایک ضروری کام کے لئے گئے۔ تو قبلہ والد صاحب نے فرمایا۔ کہ آؤ مولوی محمد علی صاحب سے مل آئیں۔ میں نے کہا میں نہیں جاتا۔ کیونکہ میں نے مولوی محمد علی صاحب کو تین خط لکھے مگر انہوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ جائیں۔ اور ملیں۔ میرے اس کہنے پر قبلہ والد صاحب نے فرمایا۔ کہ آؤ میں خود مولوی محمد علی صاحب سے تمہارے خطوں کا جواب لے دیتا ہوں۔ اس پر میں ساتھ ہو گیا۔ اور ہم نے مولوی صاحب کے مکان پر جا کر اطلاع کرائی۔ انہوں نے اندر بلا لیا۔ چند منٹ خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد قبلہ والد صاحب نے مولوی صاحب سے کہا۔ یہ محمد شریف شکایت کرتا ہے۔ کہ مولوی صاحب نے میرے خطوں کا جواب نہیں دیا۔ اس وقت مولوی صاحب کی میز پر میرے تینوں خط موجود تھے۔ مولوی صاحب نے ہاتھ میں لیکر کہا۔ ہاں یہ تینوں خط اس کے آئے ہیں۔ مگر میں نے جواب نہیں دیا۔ اس کا جواب کیا دیتا۔ ہر ایک جانتا ہے۔ کہ مصنف کو اپنی تصنیف میں تغیر و تبدل کرنے کا ہر وقت حق حاصل ہے۔ میں چونکہ مصنف ہوں اس لئے جو تبدیلی چاہوں اس میں کر سکتا ہوں۔ اس پر میں نے کہا مولوی صاحب یہ ترجمہ آپ کی ذاتی ملکیت نہ تھی۔ یہ تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملازمت میں آپ نے اس کے لئے کیا تھا۔ پھر خلیفۂ وقت کی بتائی ہوئی کسی بات میں آپ کو تغیر کرنے کا کیا حق ہے۔ بہرحال آپ یہ فرمائیں۔ کہ کیا یہ وہی ترجمہ ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح اول کو آپ نے سنایا۔ یا آپ نے اس میں بعد میں کچھ تغیر و تبدل کیا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے نہایت صاف الفاظ میں فرمایا "ہاں میں نے اس میں تبدیلی کی ہے"۔ اس پر میں نے کہا۔ بس میرے سوال کا جواب مل گیا

پنجاب میں عورتوں کی کمی

خوشی کی بات ہے کہ پنجاب کونسل میں بردہ فروشی کے انسداد کے متعلق ایک بل پیش ہو رہا ہے۔ اور امید کی جا سکتی ہے۔ کہ اسے ممکن سے ممکن مکمل صورت میں پاس کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ اس موقعہ پر یہ بیان کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ بردہ فروشی کی مذموم رسم کے پیچھے قوتیں کونسی کام کر رہی ہیں۔ اور اسلام نے ان کا کیا حل تجویز کیا ہے۔ پھر پبلک اور گورنمنٹ پر اس کی وجہ سے کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے

اعداد و شمار

تازہ مردم شماری کی رو سے عورتوں اور مردوں کی نسبت پنجاب میں حسب ذیل ہے۔

اگر ہم مردوں کو ایک ہزار فرض کر لیں۔ تو اس کے مقابلہ میں عورتوں کی تعداد اندازاً بلحاظ عمر یہ ہے۔

دس برس کی عمر تک	۹۹۲
دس سے بیس برس تک	۹۸۵
بیس سے تیس برس تک	۱۰۳۴
تیس سے چالیس برس تک	۹۹۶
چالیس سے پچاس برس تک	۱۰۴۶
پچاس سے ساٹھ اور اس کے آگے	۱۰۷۲

اعداد و شمار سے استدلال

ان اعداد و شمار سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

(۱) شروع میں لڑکیوں کی تعداد کم ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر لڑکیوں کی پیدائش کو برا سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ فی زمانہ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا تو قانوناً منع ہے۔ لیکن لوگ بالعموم لڑکیوں کی چنداں پرواہ نہیں کرتے۔ ہندو تو مذہباً لڑکیوں کو برا سمجھنے پر مجبور ہیں۔ کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص بغیر نرینہ اولاد کے مرجائے۔ تو اس کی روح کو مکتی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور وہ منڈلاتی رہتی ہے۔ لیکن قابل تاسف امر یہ ہے کہ عام مسلمانوں میں بھی لڑکیوں کے متعلق کوئی اچھا خیال نہیں پایا جاتا۔ ہمارے ایک پروفیسر صاحب سناتے تھے۔ کہ ایک دن وہ کسی دوست کے ہاں اس کی لڑکی کی تیمارداری کرنے گئے اس شخص کی چھ لڑکیاں تھیں۔ پروفیسر صاحب نے ان کی والدہ سے کہا۔ کہ خدا تمہاری لڑکی کو جلد شفا دے۔ تو وہ کہنے لگی بھائی کیا ہوا اگر ایک مر گئی۔ دوسری پانچ لڑکیاں جو موجود ہیں ان حالات کی وجہ سے پنجاب میں لڑکیوں کی پیدائش کم ہے۔ اور وہ دس سال کی عمر میں مردوں کی نسبت کم ہوتی ہیں یعنی ہزار کے مقابلہ میں ۹۹۲

(۲) دس سے بیس برس کی عمر تک لڑکیوں کی تعداد اور بھی کم ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت سی صغر سنی میں ہی بیاہ دی جاتی ہیں۔ چونکہ وہ ابھی شادی کا بوجھ برداشت کرنے کی اہل نہیں ہوتیں۔ اس لئے کئی قسم کے عوارض میں مبتلا ہو کر جلدی مر جاتی ہیں۔ پس صغر سنی کی شادی بھی پنجاب میں عورتوں کی کمی کا ایک زبردست باعث ہے۔ لوگوں کو اس کا انسداد کرنا چاہیئے۔

(۳) بیس سے تیس برس کی عمر میں عورتوں کی تعداد مردوں سے بقدر ۳۴ فی ہزار بڑھ جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد کثرت کار کی وجہ سے کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور اسی عمر میں ان کی اموات بہت بڑھ جاتی ہیں۔ ہندوستان میں مردوں کی اوسط عمر ۲۴ سال ہے۔

(۴) تیس سے چالیس برس کی عمر میں عورتوں کی تعداد پھر یکدم کم ہو جاتی ہیں۔ یہ اس لئے کہ جو عورتیں صغر سنی کی شادی کے ناگوار اثرات سے محفوظ رہ جاتی ہیں۔ وہ اس عمر میں آکر متاثر ہوتی ہیں۔ دوسرے پردے کے متعلق بے جا پابندیاں انحطاط عمر میں اپنا اثر دکھانا شروع کر دیتی ہیں۔ اکثر پردہ دار گھرانوں میں یہاں تک تشدد کیا جاتا ہے۔ کہ عورتوں کو گھر کی چار دیواری میں قیدیوں کی طرح بند رکھا جاتا ہے۔ اور اگر باہر نکلنا بھی ہو۔ تو سواری کے ارد گرد کئی غلاف لپیٹ دئے جاتے ہیں۔ اس قسم کی پابندیوں سے یقیناً صحت پر ناگوار اثر پڑتا ہے۔ اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس عمر کی عورتوں کی رفتار موت زیادہ ہو جاتی ہے۔

(۵) چالیس سے پچاس برس کی عمر میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ شادی اور بچہ پیدا کرنے کی خطرناک عمر میں سے گذر چکی ہوتی ہیں۔ اس کے بعد بھی ان کی تعداد زیادہ ہی رہتی ہے۔ اور از راہ تفنن کہا جاتا ہے۔ کہ جب عورت پچاس ساٹھ برس کی ہو جاتی ہے۔ تو پھر وہ کبھی نہیں مرتی۔

مذموم نتائج

مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ پنجاب میں شادی کے قابل جوان عورتوں کی تعداد بہت کم ہے اور اسکی وجہ وہ لا پرواہی ہے۔ جو ان کے بارہ میں برتی جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ پنجاب میں بردہ فروشی کی رسم بہت بڑھ گئی ہے بعض اوباش آوارہ گرد آدمی دوسرے صوبوں میں جا کر عورتیں خرید یا چرا لاتے ہیں۔ اور پنجاب میں آکر بیچتے ہیں۔ اور یہ ایک باقاعدہ منظم تجارت کی صورت اختیار کر گئی ہے چنانچہ پولیس کے پاس زیادہ تعداد ایسے ہی مقدموں کی آتی ہے

پھر عورتوں کی کمی کی وجہ سے ان کی تنخواہیں اور مزدوری بھی بڑھ گئی ہے۔ خصوصاً پارچہ بافی کے کارخانوں میں جہاں عورتوں کی تعداد نسبتاً زیادہ ہوتی ہے۔ یہ مشکل زیادہ خوفناک صورت اختیار کر رہی ہے۔ یہ بھی اقتصادی لحاظ سے غیر مفید ہے۔ ایک ماہر علم المعاشرت Sociologist کا بیان ہے کہ جس قوم میں عورتیں کم ہوں وہ تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم یہ کس حد تک درست ہے۔ مگر عورتوں کی کمی یقیناً خطرہ سے خالی نہیں۔

انسداد خطرہ کے طریق

اب سوال یہ ہے کہ اس خطرہ کا تدارک کیسے کیا جائے سو پہلے تو ہمیں ہسپتال اور ڈسپنسریاں کثرت سے کھلوانی چاہئیں۔ اگرچہ ۱۹۲۱ء سے اب تک پنجاب میں ڈسپنسریوں کی تعداد دگنی ہو چکی ہے لیکن وہ زیادہ تر شہروں میں پائی جاتی ہیں۔ اور دیہاتوں کو ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ حالانکہ زیادہ ضرورت دیہاتیوں کو ہوتی ہے۔ پھر ان ہسپتالوں میں عورتوں کے لئے الگ انتظام بہت کم ہے۔ اور اگر ہے بھی تو ان میں ضروری اوزاروں اور آلہ جات کا کوئی انتظام نہیں۔ پھر ابھی سفری ڈسپنسریوں کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ پروپیگنڈا کرنے کی بھی اشد ضرورت ہے تاکہ ان پڑھ دیہاتی اس انتظام سے فائدہ اٹھا سکیں۔ دیہاتوں میں اکثر عورتیں ایسی ہوتی ہیں۔ جنہیں اپنے فن سے واقف دائیوں کی امداد حاصل نہیں ہوتی۔ اگر کوئی دائی ہوتی ہے تو وہ حفظان اور صحت کے اصول سے ناواقف ہوتی ہے۔

چنانچہ ہمارے ملک میں بچوں کی رفتار موت اسی وجہ سے سب سے زیادہ ہے۔ پس ہسپتال اور نرسریاں کھولی جائیں اور ان میں قابل نرسیں ملازم رکھی جائیں۔

دوسرے اس اسلامی تعلیم کو دیہاتوں اور شہروں میں مروج کیا جائے۔ کہ عورتوں کا وجود بھی مردوں کی طرح ضروری ہے۔ ان کی طرف سے لاپرواہی برتنی کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ اقتصادی لحاظ سے بھی یہ تعلیم قابل عمل ہے۔ کیونکہ آبادی میں توازن پیدا کرنے کے لئے عورتوں کا وجود ضروری ہے۔

تیسرے پنجاب کونسل کے بل کی حمایت کی جائے جو انسداد بردہ فروشی کے لئے عنقریب پیش ہونے والا ہے۔

اگر اس طرف توجہ نہ کی گئی۔ تو شاید اس ماہر علم المعاشرت کا یہ کہنا سچ نکلے کہ عورتوں کی کمی قوم کی بربادی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

(خاکسار۔ عبدالرحیم شبلی بی کام۔ فاضل)

حیرت انگیز رعایت کا آخری موقعہ

جو لوگ اپنے خطوط ۱۱-۱۲-۱۳ جون کو ڈاکخانہ میں ڈالیں گے۔ انہیں ایک روپیہ کی چیز ۸/ میں ملیگی

ان ادویات

کی شہرت اور یقین دلانے کے لئے کہ درحقیقت یہ ادویات اپنے فوائد میں عجیب و غریب ہیں۔ وہ لوگ جو اپنی فرمائش ٹھیک ۱۱-۱۲-۱۳ جون ۱۹۳۴ء کو ڈاکخانہ میں ڈالیں گے یا دفتر سے دستی لیں گے۔ انہیں ۸/ فی روپیہ رعایت پر یہ مفید اور مجرب ادویہ ملیں گی۔ محض ان ادویات کی شہرت کیلئے یہ حیرت انگیز رعایت دیجا رہی ہے۔ کیونکہ ہمیں یہ یقین ہے۔ کہ جو صاحب ایک دفعہ بھی ہم سے معاملہ کرینگے۔ وہ انشاء اللہ ہمیشہ کے لئے ہمارے گاہک بن جائیں گے۔ ورنہ اس قیمت پر تو کارخانہ کا اصل خرچ بھی پورا نہیں ہوتا۔ پھر لطف یہ کہ اگر خدانخواستہ فائدہ نہ ہو۔ تو حلفیہ شہادت پر اپنی قیمت واپس لو۔ اب اس سے بڑھکر اور کیا تسلی ہو سکتی ہے۔

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

ضعف بصر۔ ککرے۔ جالا۔ پھولا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ کوہلا۔ زنوتہ۔ ابتدائی موتیا بند۔ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھیں۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ دو روپیہ آٹھ آنے۔ نصف قیمت ایک روپیہ چار آنہ۔

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے

لہذا آپ کو بھی یہی بہترین سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے۔ حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم اے سلمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں۔ کہ میں نے آپ کے موتی سرمہ کو استعمال کر کے اسے بہت ہی مفید پایا۔ گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی۔ کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا۔ اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سرخی بھی آ جاتی تھی ان ایام میں میں نے جب کبھی آپ کا سرمہ استعمال کیا۔ مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا۔

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

کمزور کو زور آور۔ اور زور آور کو شاہ زور بنانا اس اکسیر پر ختم ہے۔ اس کے استعمال سے کئی ناتوان اور گئے گذرے انسان از سر نو زندگی حاصل کر چکے ہیں۔ اگر آپ بھی عمدہ صحت یا پر لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی اس کا استعمال شروع کر دیں۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے نصف دو روپے آٹھ آنہ (۲/۸) محصولڈاک علاوہ۔

جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم

اکسیر البدن کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مکرمی جناب شیخ محمد یوسف صاحب موجد اکسیر البدن! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ نہایت مسرت اور شکر گذاری کے جذبات سے لبریز دل سے کر آپ کو یہ لکھ رہا ہوں۔ کہ میرے بیٹے عزیز یوسف علی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنے کی شکایت تھی۔ اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا۔ میں نے آپ سے اکسیر البدن کی شیشی منگا کر بھیجدی۔ اس کا دوسرا خط آیا۔ میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں۔ وہ لکھتا ہے۔ میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا۔ کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے۔ اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہو گیا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وہ جو آپ نے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی اکسیر البدن بھیجی تھی۔ میں نے استعمال کرنی شروع کر دی۔ جس سے پیشاب کی تکلیف بالکل رفع ہو گئی۔ الحمد للہ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا اثر ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ جو کھاؤں سو ہضم۔ چہرہ پر بشاشت جسم میں چستی۔ غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں۔ نہایت اعلیٰ دوا ہے ایک شیشی اور روانہ کر دیں۔"

شیخ صاحب! مجھے عزیز یوسف علی کے اس خط سے بہت خوشی ہوئی۔ اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لخت جگر پر بینظیر اثر کیا ہے۔ میں جب خود ولایت میں تھا۔ تو عزیز محمد داؤد کو بھی اس کا استعمال کرایا گیا۔ اس کی صحت مخدوش تھی۔ اور امراض خبیثہ کا حملہ تھا۔ مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ ان خطرات سے اسے بچا لیا۔ اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے۔ میں اس ایجاد پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اس نافع الناس دوا کے لئے خدا تعالیٰ آپ کو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت اکسیر البدن ہے۔ میں ہر شخص کو اس کے استعمال کی تحریک سے دلی مسرت محسوس کرتا ہوں۔"

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ عنبر۔ یوہمبین وغیرہ اس کے فوائد کے کیا کہنے۔ اپنے آپ ہی لاثانی دوا ہے اس کی موجودگی نے گویا دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی اور پرانی امراض میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب ضعف باہ۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بے چینی۔ سستی۔ اداسی۔ ذرا سے کام سے دل کا بیٹھنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضل خدا آخری اور یقینی علاج ہے۔ لاگت کے مقابلہ میں قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت بیس روپے نصف قیمت دس روپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

اکسیر اکبر سے ۵۰ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے لکھتے ہیں۔ کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی۔ ایک مریض جس کی عمر چالیس سال سے متجاوز ہو چکی تھی۔ اور جس کو کمزوری تقریباً بیس سال سے تھی۔ استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی۔ یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہو گئی ہے۔ جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی ہوئی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔ اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔"

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے۔ اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے۔ قیمت تین روپے نصف قیمت ۱/۸ محصولڈاک علاوہ۔

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ تو آج ہی اس کا استعمال شروع کر دیں۔ جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے۔ اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت تک کافی ہے ایک روپیہ نصف ۸/

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لے کر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی کی موجودگی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں اس کی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ اور سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے۔ کہ ہسپتال کی جملہ ادویات آپ کی پاکٹ میں ہیں۔ اس کے ہر قطرے میں آب حیات اور ہر مرض کے لئے اکسیر۔ اس کے ایک قطرے کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ سر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گنٹھیا کے درد۔ عرق النساء کے درد۔ قولنج کے درد۔ معدے کے درد۔ جگر کے درد۔ گھٹنوں کے درد۔ غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کے لئے تیر بہدف ہے۔ ناسور۔ جلے ہوئے آبلوں۔ تلی۔ بخار۔ ہیضہ۔ بدہضمی کے لئے تریاق۔ قصہ کوتاہ قریباً دو صد امراض کا یہ ایک ہی علاج ہے۔ مفصل حالات ترکیب استعمال میں ملاحظہ کیجئے۔ قیمت فی شیشی دو روپے چار آنے۔ نصف قیمت ایک روپیہ دو آنے (۱/۲)

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کے لئے بے نظیر تحفہ ہے۔ مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد۔ دل ہر وقت دھڑکتا۔ سر چکراتا۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا۔ اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے۔ بے چینی۔ گھبراہٹ سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو۔ کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو جسم میں سخت کمزوری ہو۔ ان کے لئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کے لئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا۔ ایک ماہ کی خوراک جس میں ۱۵ تولہ دوا ہے۔ قیمت پانچ روپے نصف قیمت دو روپے آٹھ آنے۔ محصولڈاک علاوہ۔

اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ باد گولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ جی کا متلانا۔ قے۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ کرم شکم۔ اسہال۔ ریاح۔ کھانسی۔ دمہ کے لئے تیر بہدف ہے۔ دودھ۔ گھی۔ مکھن۔ بالائی۔ انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ۔ حافظہ۔ ذہن کو تقویت دینے کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بے نظیر چیز ہے۔ قیمت دو روپے۔ نصف ایک روپیہ۔ محصولڈاک علاوہ۔

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے۔ تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ ورنہ یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو۔ تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے۔ کہ ناک میں دم آ جاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے۔ اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو۔ تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑھ ہے۔ قبض کشا گولیاں کیا ہیں۔ گویا معدہ کی جھاڑو ہیں۔ ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے۔ ایک سو گولی کی قیمت صرف دو روپے رعایتی قیمت صرف ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ۔

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت ہی بری بلا ہے۔ علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے۔ بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے۔ پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس بلا سے نجات دیدیں گی۔ قیمت یکصد گولی دو روپیہ (۲) نصف قیمت ایک روپیہ۔ محصولڈاک علاوہ۔

مچھر پروف

جس کی بو سے مچھر بھاگ جاتا ہے۔ دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنہ۔ رعایتی قیمت دس آنے۔ محصولڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ:۔ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان دارالامان۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

ملک معظم کی سالگرہ کی تقریب پر حکومت کی طرف سے خطابات کی فہرست شائع ہو گئی ہے۔

حکومت پنجاب کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ۷ مئی ۱۹۳۴ء کے اعلان میں مشتہر کیا گیا تھا۔ کہ پنجاب سول سروس کی ایگزیکٹو برانچ کا امتحان مقابلہ ماہ اکتوبر ۱۹۳۴ء میں منعقد ہوگا۔ چونکہ اس فیصلہ کا اعلان اس تاریخ سے تین ہفتہ قبل اخبارات میں کر دیا گیا تھا۔ جس تاریخ تک ڈپٹی کمشنروں کو اپنے متعلقہ امیدواروں کی فہرست مقامی حکومت کو بھیج دینی چاہیئے۔ اس لئے گورنر باجلاس نے ہدایت کی ہے کہ ڈپٹی کمشنروں کو جو درخواستیں داخلہ امتحان کے متعلق یکم اگست ۱۹۳۴ء تک موصول ہوں۔ وہ پنجاب سول سروس کے معیار کے مطابق دیکھ لی جائیں۔ اور مابعد حکومت کو جلد از جلد بھیج دی جائیں۔ امیدواروں کو بھی انتباہ کیا گیا ہے کہ اگر انہوں نے یکم اگست سے پہلے پہلے فیس داخلہ امتحان سرکاری خزانہ میں داخل نہ کی۔ تو وہ امتحان میں شامل نہ ہو سکیں گے۔

تاجدار عراق کے متعلق بغداد کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ انہوں نے دنیا کے تمام مسلمان تاجداروں کے مابین جذبات خودمت۔ اخوت پیدا کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس مقصد کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا ہے۔ جو ضروری پروگرام مرتب کرے گا۔

حکومت بمبئی کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ اس نے کانگرس کے فیصلوں کے متعلق اپنی رائے مرکزی حکومت کو بھیج دی ہے اور تجویز کیا ہے۔ کہ کانگرس کمیٹیوں پر سے پابندیاں نہ اٹھائی جائیں۔

ایسوشی ایٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے۔ کہ کانگرس پارلیمنٹری بورڈ اسمبلی کے آئندہ انتخابات میں اپنی طرف سے ۱۰۴ امیدوار کھڑا کرے گا۔ خیال ہے کہ ان میں سے ۷۶ امیدوار نشستیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے ان ۷۶ میں سے صرف سات نشستیں مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں گی۔ اور ۶۰ پر غیر مسلم قبضہ جمائیں گے۔

چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کے متعلق شملہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ آپ ۱۲ جون کو بذریعہ ہوائی جہاز دہلی سے روانہ ہو گئے۔ اور ۱۳ جون کو کراچی سے ہوائی جہاز پر لنڈن تشریف لے جائیں گے۔ آپ کی جگہ ٹیکسٹ بک کمیٹی میں خان بہادر سردار حبیب اللہ خان صاحب کو مقرر کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر محمود اللہ صاحب سکرٹری مسلم نیشنلسٹ پارٹی نے مسٹر اینے اور پنڈت مالویہ کے بیانات متعلقہ فرقہ دار اعلان پر نہایت زبردست نکتہ چینی کرتے ہوئے ایسوشی ایٹڈ پریس کو ایک بیان دیا ہے جس میں کہا ہے کہ یہ بات قابل افسوس ہے کہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کی متانت آمیز اور سنجیدہ کارروائی کے بعد چند دن کے اندر اندر پنڈت مالویہ اور مسٹر اینے نے ڈاکٹر انصاری کے حد درجہ محتاط بیان کو مشکوک اور گمراہ کن قرار دے دیا۔ اور قوم کے لئے زیادہ سے زیادہ سیاسی اختیارات حاصل کرنے اور اختلافات کو کم کرنے کی بجائے کانگرس اور ملک کو فرقہ دار بھنور میں دھکیل دیا۔

پنجاب کونسل کے سکرٹری نے اعلان کیا ہے کہ پنجاب قرضہ بل پر کونسل کے آئندہ جلاس میں ۲۵ جون کو بحث کی جائے گی۔ اس لئے اس بل پر ہر قسم کی آراء ۱۸ جون سے قبل دفتر میں پہنچ جائیں۔ اس کے بعد جو آراء موصول ہوں گی۔ کونسل ان سے استفادہ نہ کر سکے گی۔

قاہرہ کی اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ سلطان ابن سعود اور امام یمن میں جو جنگ کا خدشہ تھا۔ وہ اب بالکل جاتا رہا ہے۔ امام یمن نے اپنا رویہ تبدیل کر لیا ہے اور سعودی شرائط پر عمل پیرا ہونے پر آمادگی ظاہر کر دی ہے۔

اخبار ڈیلی اکسپریس لنڈن کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ملک معظم کی تخت نشینی کا ۲۵ سالہ زمانہ ختم ہونے پر سلطنت بھر میں جو تقاریب ہوں گی۔ ان میں سے ایک دربار دہلی بھی ہے جو آئندہ سال دہلی میں شاندار طریق پر منعقد کیا جائیگا

آگرہ میں ۲ جون کو بیلنگنج کے قریب آتشزدگی کی زبردست واردات ہوئی۔ مینا پور کا سارا محلہ جل گیا۔ پانچ بکریاں ایک بھینس اور دیگر چند مویشی بھی زندہ جل گئے۔ دو بچے اور ایک عورت بھی لاپتہ ہیں۔ نقصان کا اندازہ قریباً ایک لاکھ روپیہ کیا جاتا ہے۔

لاہور سے ۳ جون کی اطلاع ہے کہ ماسٹر سندر سنگھ لائلپوری جو سکھوں میں بحیثیت قوم پرست لیڈر ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے ایک پوسٹر شائع کیا۔ جس میں لکھا کہ ٹاؤن ہال میں ۳۔ ۴۔ ۵ جون کو ایک لڑکی بیر پنری اپنے ناچ کا کمال دکھائے گی۔ اس سے اکالیوں میں جوش پھیل گیا اور انہوں نے دھمکی دی کہ اگر ناچ کرایا گیا تو وہ پکٹنگ کریں گے آخر ۳ جون کو انہوں نے پکٹنگ شروع کر دیا۔ ماسٹر سندر سنگھ صاحب نے ان سے کہا۔ پکٹنگ کرنے کا تمہیں کوئی حق نہیں۔ کیونکہ ہم سکھ نہیں بلکہ محض انسان ہیں۔ اور ہم صدق دل کے ساتھ فرقہ داری کی جگہ انسانیت کا رشتہ قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

یوپی کونسل کے آئندہ اجلاس میں نینی تال کی ایک اطلاع کے مطابق مسٹر احمد شاہ صاحب ایک بل پیش کرنے والے ہیں۔ جو اگر پاس ہو گیا تو کوئی دوکاندار ۱۶ برس سے کم عمر کے کسی لڑکے یا لڑکی کے پاس تمباکو فروخت نہیں کر سکیگا۔ خلاف ورزی کرنے والے کو دس سے پچاس روپیہ تک جرمانہ کیا جا سکیگا۔

ننکانہ صاحب کے نزدیک موضع جاتی والا میں ایک زمیندار کی ایک بھینس نے سہ بچھڑے بچھڑیاں دیں۔ جو ابھی تک زندہ ہیں۔

رادھا سوامی مت کے گورو بابا ساون سنگھ صاحب کے خلاف امرتسر سے ۲ جون کی اطلاع کے مطابق ایک سکھ نے اس بناء پر مقدمہ دائر کر دیا ہے کہ انہوں نے اسے درشن کرانے کے بہانے اسی کو ملازمت سے استعفیٰ دلایا۔ اور اس کو افیون کھلائی جس سے اس کو از حد نقصان ہوا۔ مدعی نے آٹھ ہزار روپیہ حرجانہ دلائے جانے کا مطالبہ کیا ہے۔

حکومت بنگال کے متعلق کلکتہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ اس نے سینماؤں۔ تھیٹروں۔ رسائل اور منظر اشتہار کے ذریعہ دہشت انگیزی کے جرائم بیان کرنے کا فیصلہ کیا ہے

حیدر آباد دکن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ گذشتہ تین ماہ میں وہاں چیچک کی ۲۴۵۷ وارداتیں اور ۱۱۹۷ اموات ہوئیں۔

شملہ سے ۲ جون کی اطلاع ہے کہ لائلپور اور نصف درجن نواحی اضلاع میں حکومت کی طرف سے ۱۷ لاکھ روپیہ مالیہ کی معافی کے اعلان کی توقع کی جاتی ہے۔ خیال ہے کہ ضلع لائلپور کے حصہ میں نصف معافی آئے گی۔ اور باقی نصف دیگر اضلاع میں کی جائے گی۔

جنیوا سے ۴ جون کی اطلاع ہے۔ کہ مسٹر آرتھر ہینڈرسن صدر تحدید اسلحہ کانفرنس نے تجویز کیا ہے۔ کہ مجلس تحدید اسلحہ کا نام آئندہ مجلس امن رکھا جائے۔ مزید برآں آپ نے اپیل کی۔ کہ گفت و شنید کو جاری رکھا جائے۔ اور تصفیہ کی کوئی بہترین صورت پیدا کی جائے۔

سر ہربرٹ ایمرسن گورنر پنجاب کے متعلق شملہ سے ۴ جون کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ آپ ۹ جون کو [illegible]

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی